MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL
ماھنامہ
مرآۃ العارفین انٹرنیشنل
لاہور
جلد نمبر 22
شمارہ نمبر 03
جولائی 2021ء ذوالقعدہ/ ذوالحجہ 1442ھ
WWW.MIRRAT.COM

عبادت کا حقیقی مفہوم

فکرِ حضرت سلطان باھوؒ کی روشنی میں

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

سورۂ کوثر میں
صاحبِ کوثر کے جلوے

مظلوم فلسطینیوں پر حالیہ اسرائیلی جارحیت اور پاکستان کا قائدانہ کردار

افغانستان سے غیر ملکی افواج کا انخلاء اور پاکستان کا کردار

نینو ٹیکنالوجی

مسلمان عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بغیر

ایسے ہی ہے جیسے جسم بغیر روح کے

اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبیِ مکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور اُن کے ساتھ اِس طرح بلند آواز سے بات (بھی) نہ کیا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز کے ساتھ کرتے ہو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے سارے اعمال ہی (ایمان سمیت) غارت ہو جائیں اور تمہیں (ایمان اور اعمال کے برباد ہو جانے کا) شعور تک بھی نہ ہو۔ (الحجرات: 2)

عالمی برادری کو ادراک ہونا چاہئے کہ

ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہ ہم نے پہلے کبھی سمجھوتہ کیا ہے نہ آئندہ کریں گے۔

بقول مولانا ظفر علی خان

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا، ایماں ہو نہیں سکتا

مسلسل اشاعت کا بائیسواں سال

MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل لاہور

جولائی 2021ء، ذوالقعدہ / ذوالحجہ 1442ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فیضانِ نظر

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز سروری قادری

چیف ایڈیٹر
صاحبزادہ سلطان احمد علی

ایڈیٹر
طارق اسمٰعیل ساگر

ایڈیٹوریل بورڈ
- سجاد علی چوہدری
- محمد افضل عباس خان
- محمد سیف الرحمٰن

آرٹ ایڈیٹر
- محمد احمد رضا
- واصف علی

اندرون ملک نمائندے

اسلام آباد	مہتاب احمد
کراچی	لئیق احمد
فیصل آباد	ڈاکٹر غضنفر عباس
ملتان	شبیر حسین
لاہور	حافظ محمد ریحان
کوئٹہ	رسالت حسین
پشاور	سید حسین علی شاہ

بیرون ممالک نمائندے

ممالک	نمائندگان
اٹلی	چوہدری ناصر حسین
انگلینڈ	منظور احمد خان
ساؤتھ افریقہ	آصف ملک
سعودی عرب	مہر کریم بخش
سپین	محمد عقیل
فرانس	امجد علی
کینیڈا	ثقلین عباس
متحدہ عرب امارات	نصیر شاہ
ملائشیاء	محمد شفقت
یونان	محمد شکیل

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اقبال)

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو کی نسبت سے شائع ہونے والا فلسفۂ وحدانیت کا ترجمان،
اصلاحِ انسانیت کا پیمبر، اتحادِ ملّتِ بیضا کے لئے کوشاں، نظریۂ پاکستان کی روشنی میں استحکامِ پاکستان کا داعی

اس شمارے میں

1	اقتباس		3
	اداریہ		
2	دستک		4
	قومی و بین الاقوامی		
3	مظلوم فلسطینیوں پر حالیہ اسرائیلی جارحیت اور پاکستان کا قائدانہ کردار	محمد محبوب	5
4	کراچی کی چند منتخب لائبریریوں کا مختصر تعارف	لئیق احمد	10
5	نینو ٹیکنالوجی	ندیم اقبال	15
	گوشہ قرآن		
6	سورۂ کوثر میں صاحبِ کوثر کے جلوے	سینہ عمر	18
	احکامِ شرع		
7	اسلام کا پانچواں رکن عظیم "حج" (حصہ دوم)	مفتی محمد اسماعیل خان نیازی	26
	تذکرہ		
8	شیخ الاسلام امام جمال الدین زیلعی الحنفی (رحمۃ اللہ علیہ)	مفتی محمد صدیق خان قادری	31
	باھُو شناسی		
9	عبادت کا حقیقی مفہوم فکرِ حضرت سلطان باھوؒ کی روشنی میں	حافظ محمد شہباز عزیز	35
10	شمس العارفین	مترجم: سید امیر خان نیازی	48
11	Abyat e Bahoo	Translated by: M.A Khan	49

فی شمارہ نیوز پیپر	فی شمارہ آرٹ پیپر
40 روپے	50 روپے
سالانہ (ممبرشپ) 480 روپے	سالانہ (ممبرشپ 600 روپے

سعودی ریال	امریکی ڈالر	یورپین پونڈ
200	100	80

اپنی بہترین اور مؤثر کاروباری تشہیر کیلئے مرآۃ العارفین میں اشتہار دیجئے رابطہ کیلئے: 0300-8676572

برائے خط و کتابت ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل P.O.Box No.11 جی پی او، لاہور E-mail: miratularifeen@hotmail.com
WWW.ALFAQR.NET, WWW.MIRRAT.COM

پبلشر سجاد علی چوہدری نے قاسم نعیم آرٹ پریس، بندروڈ، لاہور سے چھپوا کر کمرہ نمبر 9، سیکنڈ فلور، اسلم آرکیڈ 16 میکلورڈ روڈ، لکشمی چوک لاہور سے شائع کیا

"وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰىؕ وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" (الضحیٰ:4-5)

"اور بے شک (ہر) بعد کی گھڑی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے پہلی سے بہتر (یعنی باعثِ عظمت و رفعت) ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا رب عنقریب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپؐ راضی ہو جائیں گے"۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے (جب سیدی رسول للہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں روتے ہوئے عرض کی "اللهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي "تو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں جاؤ اور عرض کرو کہ ہم آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت کی بخشش کے معاملہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو راضی کریں گے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو رنجیدہ نہیں کریں گے"۔

(صحیح مسلم، بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لِأُمَّتِهِ، وَبُكَائِهِ شَفَقَةً عَلَيْهِمْ)

سبحانی محبوبِ ربانی غوث الاعظم محی الدین
سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی (رضی اللہ عنہ)
فرمان

"سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ اپنی نسبتوں کو صحیح کرو- آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اتباع جس کے لیے صحیح ہو جاتی ہے اس کی نسبت بھی صحیح ہو جاتی ہے اور اتباع کے بغیر تیرا یوں کہنا کہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اُمتی ہوں تجھے نفع نہیں دے گا- جب تم آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اقوال و افعال میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے متبع بن جاؤ گے تو دارِ آخرت میں تم کو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رفاقت نصیب ہو گی کیونکہ تم نے اللہ عزوجل کا ارشاد سن رکھا ہے کہ "جو کچھ تم کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عطا کریں اس کو لو اور جس سے باز رکھیں اس سے باز آجاؤ"- تو تم آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حکم مبارک کی پیروی کرو اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی منع کی ہوئی چیزوں سے باز رہو"- (آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اتباع کرنے سے) یقیناً تم دنیا میں دلوں کے ساتھ اللہ عزوجل کے قریب ہو جاؤ گے اور آخرت میں اجسام و نفوس کے اعتبار سے (اللہ عزوجل کے) قریب ہو جاؤ گے"-

(الفتح الربانی)

سلطان العارفین
حضرت سلطان باھُو (رحمۃ اللہ علیہ)
فرمان

بسم اللہ اسم اللہ دا ایہہ بھی گہناں بھارا ھو
نال شفاعت سرور عالم چھٹسی عالم سارا ھو
حدوں بیحد درود نبی نوں جیندا ایڈ پسارا ھو
میں قربان تنہاں توں باھو جنہاں ملیا نبی سوہرا ھو

(ابیاتِ باھُو)

فرمانِ قائدِ اعظم محمد علی جناح (رحمۃ اللہ علیہ)

ایمان، اتحاد، تنظیم

"تیرہ سو برس قبل ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے دین کی تبلیغ فرمائی تو اس وقت کوئی مسلمان نہ تھا- بیس برس میں ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نہ صرف اپنے دین کو عرب، مصر اور یورپ میں پھیلا دیا بلکہ انہیں اپنے زیر نگیں بھی لے آئے- اگر ایک واحد مسلمان (انسان کامل (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)) یہ سب کچھ کر سکتا ہے تو نو (9) کروڑ مسلمان کیا کچھ نہیں کر سکتے"- (دی سٹار آف انڈیا، 13 جنوری، 1937ء)

فرمانِ علامہ محمد اقبال (رحمۃ اللہ علیہ)

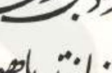

کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعار اغیار؟
ہو گئی کس کی نگہ طرز سلف سے بیزار؟
قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

(بانگِ درا)

افغانستان سے غیر ملکی افواج کا انخلاء اور پاکستان کا کردار

قریباً بیس سالہ جنگ کے بعد افغانستان سے غیر ملکی افواج کا انخلاء شروع ہو چکا ہے اور امید کی جا رہی ہے کہ 11 ستمبر 2021ء تک یہ سلسلہ مکمل ہو جائے گا- اس جنگ میں امریکی افواج کو 2300 سے زیادہ جانوں کا نقصان اٹھانا پڑا ہے جبکہ 20660 فوجی زخمی ہوئے ہیں- اسی طرح امریکہ کو تقریباً 2 ٹریلین ڈالرز کا معاشی نقصان ہوا ہے- افغانستان میں لاکھوں کی تعداد میں جانوں کا ضیاع ہوا ہے اور لاکھوں افراد بے گھر ہوئے ہیں- اس جنگ کے پاکستان پر بھی شدید اثرات مرتب ہوئے ہیں- جہاں 70 ہزار کے قریب افراد لقمہ اجل بنے ہیں اور پاکستانی معیشت کو ڈیڑھ سو بلین ڈالرز کا نقصان بھی اٹھانا پڑا- اندازے کے مطابق اس وقت بھی 3 ملین کے قریب افغان پناہ گزین پاکستان میں رہائش پذیر ہیں-

پاکستان کے وزیر اعظم عمران خان نے اس بات پر زور دیا ہے افغانستان کے مسئلے کا کوئی فوجی حل نہیں ہے بلکہ اس مسئلے کو بات چیت اور افہام و تفہیم سے حل کیا جا سکتا ہے- پاکستان کی سہولت کاری اور مخلصانہ کاوشوں کی بدولت بالآخر 2018ء میں امریکہ اور افغان طالبان کے درمیان بات چیت کا سلسلہ شروع ہوا اور 29 فروری 2020ء کو قطر کے شہر دوحہ میں تاریخی امن معاہدہ طے پایا- اس معاہدے میں افغانستان کی سرزمین سے غیر ملکی افواج کا انخلاء، افغان سٹیک ہولڈرز کے مابین بات چیت کا آغاز اور طالبان کی جانب سے افغانستان کی سرزمین کسی کے خلاف استعمال ہونے کی اجازت نہ دینے جیسی اہم شرائط شامل تھیں- قیدیوں کی رہائی کے بعد ستمبر 2020ء میں انٹرا افغان ڈائیلاگ کا آغاز ہوا ہے اور اس میں پاکستان نے ہر ممکن سہولت کار کا کردار ادا کیا ہے-

پاکستان کی مخلصانہ سہولت کاری کا نہ صرف امریکی اعلیٰ قیادت بلکہ دنیا بھر نے اعتراف کیا ہے- امریکہ کے نمائندہ خصوصی برائے افغانستان زلمے خلیل زاد بارہا مرتبہ اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں کہ افغان امن عمل میں امریکہ کو پاکستان کی مدد اور حمایت حاصل ہے- افغانستان کے وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ ہم پاکستان کا کردار افغان امن عمل میں بہت اہم دیکھتے ہیں اور پاکستان یہ کردار ادا کر رہا ہے- پاکستانی سول و عسکری قیادت افغان امن عمل خصوصاً انٹرا افغان ڈائیلاگ کی کامیابی کے لئے کئی مرتبہ افغانستان کا دورہ کر چکی ہے- اسی طرح افغانستان کے حکومتی عہدیداران، طالبان اور دیگر سیاسی رہنما کئی مرتبہ پاکستان تشریف لا چکے ہیں- اس کے ساتھ ساتھ پاکستان نے واضح کیا ہے کہ افغانستان میں فوجی کاروائی کرنے کے لیے پاکستان ہرگز امریکہ کو اپنی سرزمین استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے گا- کیونکہ اگر بیس سال سے افغانستان میں موجود رہ کر امریکی افواج یہ مسئلہ حل نہیں کر سکیں تو پاکستانی بیسز سے بھلا کیونکر حل ہو سکتا ہے-

حالیہ نیٹو ڈیفنس کالج کی ایک رپورٹ کے مطابق افغان امن عمل میں پاکستان ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے جبکہ بھارت افغانستان میں امن نہیں چاہتا ہے اور پاکستان نے بارہا مرتبہ بھارت کے بطور Spoiler کردار پر خدشے کا ظاہر اظہار کیا ہے- یہ بھی افسوس ناک مگر تلخ حقیقت ہے کہ بھارتی ایماء پر افغانستان کے اعلیٰ حکومتی عہدیدار پاکستان مخالف بیانات دے رہے ہیں- پاکستان کے وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے الزامات پر مبنی، منفی بیانیے کی تشہیر کو افغان امن عمل کی کامیابی کیلئے خطرہ قرار دیا ہے-

پاکستانی اعلیٰ سول اور ملٹری قیادت بار بار اس بات پر زور دے رہی ہے کہ امریکی اور نیٹو افواج کے انخلاء سے قبل افغان سٹیک ہولڈرز کے مابین امن عمل میں کوئی ٹھوس پیش رفت نہ ہوئی تو افغانستان میں نوے کی دہائی کی طرح خانہ جنگی ہو سکتی ہے جس کے خطے پر شدید اثرات مرتب ہو سکتے ہیں- اس لئے پاکستان افغان قیادت میں، افغانوں کو قبول جامع مذاکرات کے ذریعے افغان مسئلے کے سیاسی حل کا خواہاں ہے- تاہم ایسے میں سازشی عناصر کے منفی ہتھکنڈوں سے دور رہنے کی اشد ضرورت ہے جو پاکستان کے کردار اور افغانستان میں امن کو برداشت نہیں کر پا رہے-

افغانستان میں قیامِ امن سے نہ صرف افغانستان بلکہ پاکستان اور پورے خطے میں روابط اور معاشی استحکام کا نیا دور شروع ہو گا- انٹرا افغان بات چیت کی کامیابی سے مستحکم حکومت کا قیام عمل میں آنے سے افغانستان کے اپنے اندر بلکہ پاکستان اور پورے خطے کی معاشی اور اقتصادی ترقی و خوشحالی کے نئے راستے کھل سکتے ہیں- پاکستان اور دنیا بھر میں مقیم افغان مہاجرین کی باعزت اپنے گھروں کو واپسی ہو سکتی ہے اور وہ اپنے ملک کی تعمیر و ترقی میں اپنا ایک اہم کردار ادا کر سکتے ہیں- ایسے میں نہ صرف پاکستان اور افغانستان کے درمیان تجارت اور سرمایہ کاری میں اضافہ ہو گا بلکہ افغانستان سی پیک ثمرات سے بھی فوائد حاصل کر سکتا ہے دونوں ممالک کے عوام میں گہرے دوستانہ روابط قائم ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ ان عوامی روابط کا سیاسی اور حکومتی سطح پہ صحیح ادراک ہو اور کسی تیسرے ملک کی ایماء پر فیصلے کرنے کی بجائے باہمی تعلقات کی بنیاد پر فیصلے کئے جائیں-

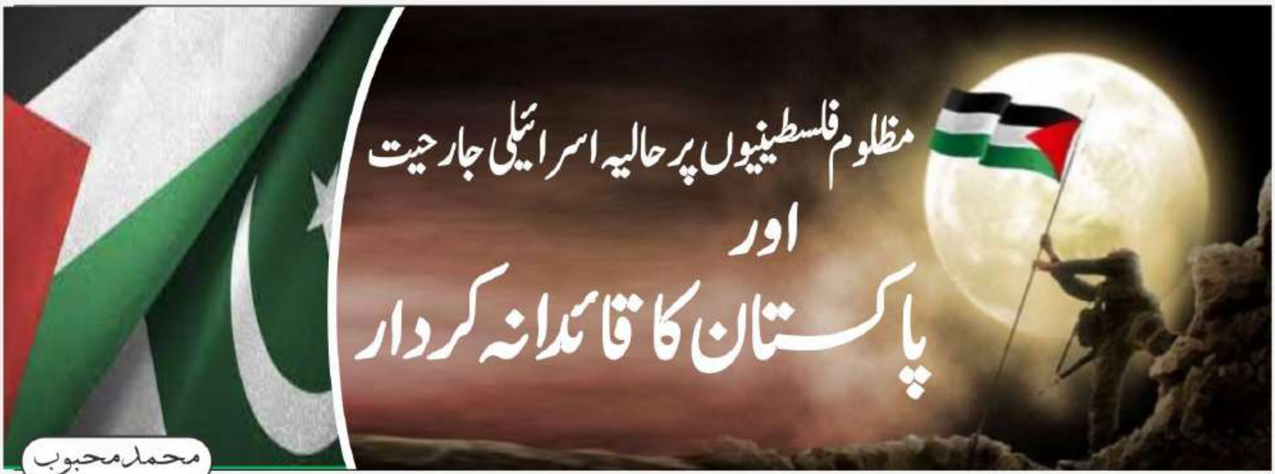

ابتدائیہ:

دوسری جنگ عظیم کے بعد عالمی طاقتوں نے دنیا کو اقوام متحدہ کے چارٹر کے آرٹیکل 2 کے تحت ایک ایسا نظام دینے کا وعدہ کیا جس کے تحت ممالک کے مابین تنازعات کو ختم کر کے عالمی امن و استحکام کا قیام، قابضین سے مظلوم کو انصاف کی فراہمی، حقِ خود ارادیت کا وعدہ، توسیع پسندانہ عزائم کی نفی اور انسانی حقوق کی بالادستی کے وعدے کئے گئے تھے۔[1]

لیکن آج اسی رائج الوقت عالمی نظام کے تحت بد قسمتی سے سات دہائیاں گزرنے کے باوجود اقوام متحدہ کا عالمی امن کا نظام اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے سے قاصر ہے۔

بنیادی طور پر مسئلہ فلسطین اور مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کے قیام کے وقت سے ہی چلے آرہے ہیں۔ جہاں قابضین، مظلوموں کی سر زمین پر قبضہ اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں جیسی عالمی قوانین کے منافی جرائم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اقوام متحدہ کی طرف سے ان مسائل کے حل کے لئے درجنوں قرار دادیں بھی منظور کی جاچکی ہیں لیکن اُن پر 7 دہائیاں گزرنے کے باوجود اقوام متحدہ عمل درآمد کروانے میں ناکام رہی ہے۔ جس کی سب سے بڑی وجہ سلامتی کونسل کے مستقل ممالک کے درمیان مفادات کا ٹکراؤ ہے۔ آج بھی مظلوم فلسطینی، قابض اسرائیلی فوج اور کشمیری بھارتی فوج کی جارحیت اور بربریت کا نشانہ بن رہے ہیں۔ دوسری طرف عالمی طاقتیں مظلوموں کو انصاف فراہم کرنا تو درکنار ان کی دادرسی سے بھی قاصر ہے۔

زیر نظر مضمون میں حالیہ مظلوم فلسطینیوں پر 11 دنوں کی اسرائیلی جارحیت اور بربریت کا جائزہ لیں گے۔ اس کے علاوہ حکومت پاکستان کی بروقت سفارتی سطح پر کاوشوں، عالمی سطح پر عوامی ردعمل اور بعض مغربی ممالک اور میڈیا کے دوہرے معیارات کا بھی احاطہ کریں گے۔

1- شیخ جراح کا واقعہ اور مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی

حالیہ مظلوم فلسطینیوں پر اسرائیلی افواج کی جارحیت اور بربریت اس وقت سامنے آئی جب 27 رمضان المبارک کی رات شب قدر کو مسجد اقصیٰ میں نمازیوں پر قابض اسرائیلی افواج نے حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں درجنوں نمازی شہید اور کئی شدید زخمی ہو گئے۔[2] اس سے پہلے مشرقی بیت المقدس سے ملحقہ شیخ جراح کے علاقے میں اسرائیلی توسیع پسندانہ عزائم کی وجہ سے متعدد فلسطینیوں کو اُن کے گھروں سے جبراً اور طاقت کے بل بوتے پر بے دخل کرنے کا آغاز کیا گیا[3] علاوہ ازیں بلڈوزر کے ذریعے ان کے گھروں کو مسمار اور ان کی زمینوں پر بھی قبضہ کیا گیا۔

---

[1]Charter of United Nations https://www.un.org/en/about-us/un-charter/chapter-1
[2]https://www.aljazeera.com/news/2021/5/8/jerusalem-tensions-high-as-palestinians-head-to-al-aqsa-liv
[3]https://www.aa.com.tr/en/middle-east/sheikh-jarrah-neighborhood-in-jerusalem-the-full-story/2233523
https://www.aljazeera.com/news/2021/5/11/sheikh-jarrah-residents-speak-out-on-israels-forced-expulsions

اس ناجائز قبضے اور بے دخلی کے خلاف فلسطینیوں نے شدید احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ شروع کیا لیکن اسرائیلی فوج کی طرف سے نہتے فلسطینیوں پر فائرنگ کے ذریعے ظلم اور تشدد کا بازار گرم کیا گیا- اسی دوران اسرائیلی فوج اور صہیونی جھتوں نے مسجد اقصیٰ میں گھس کر بے حرمتی، نمازیوں پر شیلنگ، بموں کا استعمال اور فائرنگ کے ساتھ ساتھ مسجد کے صحن میں آگ لگا دی- مسجد اقصیٰ میں موجود نہتے نمازی اسرائیلی مظالم کے آگے عزم و جرأت کی دیوار بن گئے اور ساری رات ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہوئے قبلہ اول کے تحفظ کا اعلان کیا-[4]

2- غزہ میں فلسطینیوں پر شدید فضائی بمباری

شیخ جراح سے بے دخلی اور مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کے بعد اسرائیلی قابض فوج نے غزہ پٹی (جس کا چاروں طرف سے اسرائیل نے محاصرہ کیا ہوا ہے اور اقوام متحدہ کے مطابق غزہ پٹی جو دنیا کی سب سے بڑی کھلی جیل (Open Prison) ہے، پر لڑاکا طیاروں کے ذریعے شدید بمباری شروع کر دی-[5] اسرائیلی ایئر فورس نے دیکھتے ہی دیکھتے شہریوں کو جان و مال، املاک اور عمارتوں کو ملبے کا ڈھیر بنا دیا-[6]

اسرائیلی فوج کی 27 رمضان المبارک کی شب مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کے بعد عید الفطر کے موقع پر بھی شدید وحشیانہ بمباری کو جاری رکھا- فلسطینیوں پر 11 روز کی شدید فضائی حملوں کے نتیجے میں 256 مظلوم فلسطینیوں بشمول 65 معصوم بچے شہید جبکہ سینکڑوں کی تعداد میں شدید زخمی ہوئے-[7]

اس دوران اسرائیلی افواج نے ہسپتالوں، رہائشی عمارتوں، میڈیا ہاؤسز اور سکولوں کو بھی نشانہ بنایا-[8]

3- عالمی سطح پر شدید عوامی رد عمل

عالمی طاقتیں فلسطینیوں پر اسرائیلی جارحیت اور بربریت پر سیاسی اور معاشی مفادات کی خاطر چپ رہیں تو بین الاقوامی سطح پر فلسطینیوں کے حق میں ایک شدید عوامی رد عمل سامنے آیا- دنیا میں مختلف دارالحکومتوں اور بڑے بڑے شہروں مثلاً لندن، نیورک، واشنگٹن ڈی سی، سڈنی، جنیوا، استنبول، لاس اینجلس، ہیوسٹن، برلن، میڈرڈ، پیرس، فرینکفرٹ، ہیمبرگ، ایتھنز، روم، ٹورانٹو، ایڈ مونٹن، کیلگری اور ملبورن میں رنگ و نسل اور مذہب سے بالاتر ہو کر فلسطینیوں کے حق میں احتجاجی مظاہرے کیے گئے-[9]

مظاہروں کے دوران پلے کارڈز پر یہ نعرے درج تھے:

- Free Palestine
- Stop bombing Gaza
- Sanctions on Israel
- Free Palestine

مظاہرین نے مظلوم فلسطینیوں کے حق میں پلے کارڈز اٹھا کر جاری اسرائیلی جارحیت رکوانے کا مطالبہ کیا اور عالمی طاقتوں سے کردار ادا کروانے پر زور دیا-

[4]https://www.arabnews.com/node/1538481
[5]https://aje.io/q8k3q
https://youtu.be/1h889uANoWc
https://www.un.org/press/en/2021/ga12325.doc.htm
[6]https://www.aljazeera.com/news/2021/5/12/israeli-bombardment-continues-on-gaza
[7]https://www.aljazeera.com/news/2021/5/22/gaza-attacks-fear-finality-and-farewells-as-bombs-rained-down
[8]https://www.nytimes.com/2021/05/16/world/middleeast/israel-gaza-associated-press.html
https://www.aljazeera.com/news/2021/5/15/give-us-10-minutes-how-israel-bombed-gaza-media-tower
[9]https://aje.io/avcvx
https://www.bbc.com/pidgin/media-57146874
https://www.arabnews.com/node/1859326

4-عالمی برادری اور میڈیا کے دوہرے معیارات

حالیہ اسرائیلی جارحیت کے دوران ہمیشہ کی طرح بعض انٹرنیشنل الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا اور عالمی طاقتوں کے دوہرے معیارات کھل کر سامنے آئے- جہاں ظالم کو مظلوم اور مظلوم کو ظالم بناکر پیش کیا جاتا رہا- پاکستان کے وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے سی این این کو انٹرویو دیتے ہوئے کھل کر اسرائیلی لابی کا میڈیا پر اثر و رسوخ کو بیان کیا اور اسے "Deep pockets" کا نام دیا-[10]

پاکستان کے وزیر خارجہ کی جانب سے بیان کردہ حقائق کو "Anti-Semitism" کا نام دے کر واویلا کرنے کی کوشش کی گئی لیکن اس کے باوجود پاکستانی وزیر خارجہ کے بیان حقائق پر مبنی بیان کو عالمی سطح پر عوامی حلقوں میں شدید پذیرائی ملی-

مسئلہ فلسطین کی صورتحال پر سلامتی کونسل میں امریکہ کی مخالفت پر کوئی متفقہ قرارداد منظور نہ ہوسکی جس سے اسرائیلیوں کو فلسطینیوں پر مظالم میں اضافہ کرنے کا حوصلہ ملا- کئی ممالک میں فلسطینیوں کے حق میں نکالی جانے والی ریلیوں پر بھی پابندی عائد کی گئی-

فلسطینیوں نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ ان کی پوسٹس، تصاویر یا ویڈیوز سوشل میڈیا پلیٹ فارمز انسٹاگرام اور ٹویٹر سے ہٹادی گئیں یا ان کے اکاؤنٹس کو بلاک کر دیا گیا-[11]

پاکستان کا قائدانہ کردار:

بانیانِ پاکستان کی مسئلہ فلسطین کے حوالے سے عملی کاوشوں اور فرمودات کی روشنی میں پاکستان اور پاکستانی عوام فلسطینیوں کے جائز حقوق کے حصول کے لئے ہمیشہ ان کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں- پاکستان نے غزہ اور نہتے فلسطینیوں پر اسرائیلی طیاروں کی 11 روز تک جاری رہنے والی وحشیانہ بمباری کو روکنے کیلیے اقوام متحدہ سمیت دنیا بھر میں بھرپور کردار ادا کیا اور اسرائیلی جارحیت پر دوٹوک مؤقف اپناتے ہوئے دنیا کے سامنے اسرائیلی جنگی جرائم کو بے نقاب کیا-

ستائیسویں شب کو جب اسرائیلی افواج نے مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی اور فلسطینیوں پر مظالم ڈھائے تو وزیراعظم پاکستان عمران خان سرکاری دورے پر سعودی عرب موجود تھے- انہوں نے فوراًOIC کے سیکرٹری جنرل سے ملاقات کرتے ہوئے OIC کو فلسطین کی سنگین صورتحال سے نمٹنے کے لئے عملی اقدامات لینے پر زور دیا-[12]

اس دوران وزیراعظم عمران خان اور ترکی کے صدر طیب اردگان کے درمیان ٹیلیفونک گفتگو میں مل کر عالمی سطح پر مسئلہ فلسطین کو اٹھانے پر اتفاق کیا گیا-[13]

پاکستانی وزیر اعظم اور وزیر خارجہ نے سفارتی سطح پر موثر اقدامات اٹھائے اور کئی ممالک کے صدور اور وزرائے خارجہ سے ٹیلیفونک گفتگو کی-

مسئلہ فلسطین پر OIC کی ایگزیکٹو کمیٹی کا خصوصی اجلاس منعقد ہوا- جس میں پاکستان نے کہا کہ مشکل کی اس گھڑی

[10]https://www.dawn.com/news/1624889/anti-semitic-remark-or-western-medias-hypocrisy-fm-qureshis-cnn-interview-sparks-debate down

[11]https://www.trtworld.com/magazine/big-tech-s-complicity-in-censoring-palestinians-46684

[12] PM Imran Khan calls upon OIC for concerted response on Islamophobia - https://www.geo.tv/amp/349515-pm-imran-khan-calls-upon-oic-for-concerted-response-on-islamophobia
https://www.arabnews.pk/node/1856186/pakistan

[13]https://www.thenews.com.pk/print/834836-imran-erdogan-vow-to-highlight-israeli-atrocities-at-un

میں مظلوم فلسطینیوں کو کبھی تنہا نہیں چھوڑیں گے- پوری اسلامی دنیا کی جانب اسرائیلی جارحیت کی پرزور مذمت کی گئی اور عالمی برادری کو عملی اقدامات اٹھانے پر زور دیا گیا-[14]

اسی اجلاس کے دوران OIC نے اسرائیلی جارحیت کے خلاف ایک مذمتی قرارداد بھی کی-[15]

چین کے تعاون سے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے بھی خصوصی اجلاس منعقد ہوئے لیکن امریکہ کی جانب سے ویٹو کرنے پر ایک متفقہ قرارداد سامنے نہ آسکی-[16]

سلامتی کونسل کی بے نتیجہ اجلاسوں کے بعد پاکستان اور ترکی نے ساتھ مل کر اس بات پر اتفاق کیا کہ یواین میں موجود OIC کے مستقل مندوب اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر سے جنرل اسمبلی کا ہنگامی بنیادوں پر اجلاس بلانے کی درخواست کریں گے- جسے صدر جنرل اسمبلی نے قبول کر لیا-[17]

پاکستانی وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی اپنے ترکش، فلسطینی، تیونس اور سوڈانی وزیر خارجہ کے ہمراہ فلسطین کی بگڑتی ہوئی صورتحال پر عالمی برادری کی توجہ مبذول کروانے کے لئے نیویارک پہنچے-

20 مئی کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا خصوصی اجلاس منعقد ہوا جس سے خطاب کرتے ہوئے پاکستانی وزیر خارجہ نے اپنی تقریر میں مظلوم فلسطینیوں پر اسرائیلی افواج کے مظالم پر عالمی ضمیر کو جھنجھوڑنے کی کوشش کی- انہوں نے کہا کہ ”ہم اسلامی دنیا کے نمائندے یہاں ان (فلسطینیوں) کے حق کی بات کرنے آئے ہیں- آج ہم ان کے لئے بول رہے ہیں“-

اس دوران پاکستان اور ترکی نے ”عالمی محافظ فوج“ تعینات کرنے کا مطالبہ کیا-

اپنی تقریر کے اختتام پر پاکستان کے وزیر خارجہ نے پوری قوم کی نمائندگی کرتے ہوئے فلسطینیوں کو اس بات کی یقین دہانی کروائی کہ ”اے ارض فلسطین، میں بھی حاضر ہوں!“-[18]

پاکستان کی سفارتی سطح پر کی گئی کاوشوں سے جنرل اسمبلی کے اجلاس کے بعد اسرائیل اور عالمی برادری پر دباؤ بڑھا- جس کے نتیجے میں مصر کی ثالثی میں 21 مئی کو سیز فائر کا اعلان سامنے آیا-[19]

21 مئی بروز جمعہ کا دن پوری پاکستانی قوم نے یک زبان ہو کر فلسطینی بھائیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کیلئے یوم القدس منایا- اس موقع پر قوم سے خصوصی خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم پاکستان نے فلسطینیوں کو اپنی حمایت کا بھرپور یقین دلایا-[20]

پاکستان کے دونوں ایوانوں قومی اسمبلی اور سینیٹ نے فلسطینیوں کے حق میں متفقہ قراردادیں پاس کیں-[21]

اسی طرح پاکستان کی ہی کاوشوں کے باعث اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کونسل کے خصوصی اجلاس میں پاکستان کی قرارداد کو بھاری اکثریت سے منظور کرتے ہوئے غزہ کے علاقے میں اسرائیلی بمباری کے دوران انسانی حقوق کی خلاف

[14]http://mofa.gov.pk/statement-by-h-e-shah-mahmood-qureshi-foreign-minister-of-the-islamic-republic-of-pakistan-at-virtual-open-ended-emergency-meeting-of-the-oic-executive-committee-to-discuss-israels-aggressi
[15]https://www.oic-oci.org/topic/?t_id=26153&t_ref=16389&lan=e
[16]https://www.aljazeera.com/news/2021/5/17/no-us-action-after-third-unsc-meeting-on-israel-palestine
https://www.aa.com.tr/en/world/un-security-council-meet-on-palestine-ends-with-no-concrete-outcome/2243868
[17]https://www.aa.com.tr/en/world/islamic-nations-to-approach-un-general-assembly-to-protect-palestinians/2243870
[18]https://www.globalvillagespace.com/pakistan-demands-international-protection-force-for-palestinians-at-unga-session/
https://www.dawn.com/news/1624721
[19]https://www.aljazeera.com/news/2021/5/20/israel-and-hamas-annouce-gaza-ceasefire
[20]https://www.arabnews.pk/node/1860991/pakistan
https://www.thenews.com.pk/print/838358-world-opinion-changing-in-favour-of-palestinians-says-pm
[21]https://www.aa.com.tr/en/asia-pacific/pakistani-senate-passes-resolution-in-support-of-palestine/2254203
https://tribune.com.pk/story/2300206/na-unanimously-passes-resolution-against-israels-atrocities-in-palestine

ورزیوں اور جنگی جرائم سے متعلق عالمی تحقیقات کا اعلان کیا گیا۔[22]

بلاشبہ پاکستان نے اسرائیلی مظالم کو عالمی سطح پر ایک مؤثر طریقے سے بے نقاب کیا ہے۔پاکستان کے دفتر خارجہ نے بھی بتکرار پاکستان کے اصولی مؤقف کا اعادہ کیا کہ:

"پاکستان حق خودارادیت اور آزاد ریاست کے قیام کے مقصد کے حصول کے لیے فلسطینی عوام کی جدوجہد میں اپنی حمایت جاری رکھے گا"۔[23]

6-مسئلہ کشمیر اور فلسطین میں مماثلت

مسئلہ فلسطین اور کشمیر کے مابین کئی مماثلتیں پائی جاتی ہیں، جن کا ذکر کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔

1. دونوں مسائل اقوام متحدہ کے قیام کے وقت سے چلے آ رہے ہیں لیکن کئی قراداد پاس ہونے کے باوجود آج تک دونوں مسائل حل طلب ہیں۔
2. فلسطین اور کشمیر پر اسرائیل اور بھارت کا غیر قانونی قبضہ ہے دونوں فلسطینی اور کشمیری Foreign Occupation کے خلاف اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔
3. فلسطین اور مقبوضہ جموں و کشمیر کے رہائشیوں کو کرفیو، لاک ڈاؤن، سرکاری سرپرستی میں قتل و غارت گری کا سامنا ہے۔
4. جس طرح اسرائیل فلسطینیوں کی جبراً بے دخلی اور آباد کاری کے ذریعے آبادی کا تناسب تبدیل کر رہا ہے۔5 اگست 2019ء کے بعد بھارت بھی کشمیر میں غیر کشمیریوں کو بسا کر آبادی کا تناسب تبدیل کر رہا ہے۔
5. کئی دہائیوں سے قابض اسرائیلی اور بھارتی افواج کشمیر اور فلسطین میں ہزاروں بے گناہ لوگوں بشمول بچوں اور خواتین کو نہ صرف قید و بند بلکہ قتل کر چکی ہیں۔
6. دونوں قابض اسرائیلی اور بھارتی افواج انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور انسانیت کے خلاف جنگی جرائم کی مرتکب ہو رہی ہیں۔
7. دونوں مسائل جہاں دشمنوں کی طاقت اور سازش کا شکار ہوئے وہیں اپنوں کی بے وفائیوں کی بھی کئی داستانیں سناتے ہیں۔

اختتامیہ:

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ OIC، اقوام متحدہ کے دنیا کا سب سے بڑا پلیٹ فارم ہے لیکن مسلم دنیا میں پائی جانے والی نا اتفاقی، اتحاد اور یگانگت کا فقدان، فروعی اختلافات اور اللہ تعالیٰ اور رسول کریم (ﷺ) کی طرف سے عطا کردہ شناخت کو چھوڑ کر لسانی اور نسلی بنیادوں پر مصنوعی شناختوں کو اپنانے کی وجہ سے اپنے حق کے لیے ایک مؤثر اور جاندار آواز بلند کرنے سے قاصر ہو چکے ہیں۔جب تک عملی اقدامات نہ اٹھائے جائیں صرف مذمتی قراردادیں ایک کاغذ کے ٹکڑے کی حیثیت تو رکھتی ہیں لیکن عالمی ضمیر کو جگانے کے لئے کبھی بھی کارآمد ثابت نہیں ہو سکتی ہیں۔

مسئلہ فلسطین نہ تو صرف فلسطینیوں اور عربوں کا مسئلہ ہے بلکہ یہ قبلہ اول کے تقدس اور حرمت کی وجہ سے پوری امتِ مسلمہ کا یکساں مسئلہ ہے۔آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بطور امت فروعی اختلافات اور شناختوں کو پس پشت ڈال کر بطور مسلمان اپنی اس اصل اور حقیقی شناخت کی جانب لوٹ جائیں جو ہمیں کلمہ طیبہ عطا کرتا ہے۔

لوٹ جا عہدِ نبی (ﷺ) کی سمت رفتارِ جہاں
پھر مری پسماندگی کو اِرتقا درکار ہے

☆☆☆

[22]https://www.thenews.com.pk/latest/840815-unhcr-decides-to-investigate-systematic-abuses-in-israel-palestine
https://www.aljazeera.com/news/2021/5/27/un-rights-council-to-investigate-crimes-during-gaza-conflict
[23]http://mofa.gov.pk/transcript-of-the-press-briefing-by-spokesperson-on-thursday-20-may-2021/

کراچی کی چند منتخب لائبریریوں کا مختصر تعارف

لئیق احمد

پڑھنا لکھنا انسانی شعور میں اضافہ کرتا ہے-دینِ اسلام میں علم حاصل کرنے کو فرض قرار دیا گیا ہے جبکہ آغازِ وحی ہی لفظ "اقراء" سے ہوا ہے جس کا معنی "پڑھئے" کے ہیں[1]-

علم کو فروغ دینے میں کتاب سب سے زیادہ معاون رہی ہے اور صدیوں سے کتابوں کی قدر کرنے والے معاشروں نے ترقی کی اونچائیاں چھوئی ہیں-کتاب جہاں علم و حکمت کا خزانہ سموئے ہوئے ہوتی ہے وہیں اس سے بہترین دوست بھی کوئی نہیں ہوتا-کتاب کے مطالعہ سے وسعت نظری پیدا ہوتی ہے اور زبان و بیان میں بہتری آتی ہے-مطالعے کا ذوق و شوق کتاب پڑھنے، کتاب خریدنے اور کتاب جمع کرنے پر مجبور کر دیتا ہے اور جب کتابیں جمع ہوتی ہیں تو کتب خانے (لائبریری) بن جاتے ہیں-کتب خانے وجود میں آتے ہیں تو تحقیق کی راہیں کھلتی ہیں، لوگوں میں تخلیقی و تعمیری رجحانات جنم لیتے ہیں-یوں فرد سے افراد اور معاشرے کو استفادہ حاصل ہونے لگتا ہے اور معاشرہ علمی و فکری پروان چڑھنے لگتا ہے-کیونکہ کتب بینی سے علم اور مشاہدات نصیب ہوتے ہیں جو زندگی میں تغیرات کا باعث بنتے ہیں-ڈاکٹر جاوید منظر نے کتب بینی کے متعلق لکھا ہے:

رہِ وفا میں سبھی ساتھ چھوڑتے ہیں مگر
تمام عمر کی یاور کتاب ہوتی ہے

تاریخ کے جھروکوں میں جھانکنے سے معلوم پڑتا ہے کہ دنیا کا پہلا کتب خانہ ساتویں صدی قبل مسیح میں عراق میں بنایا گیا تھا اور تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جن معاشروں میں زیادہ کتب خانے ہوتے ہیں اور ان کی تزئین و آرائش اور سلیقہ مندی کا خیال رکھا جاتا ہے اُن معاشروں میں علمی و فکری ترقی کی شرح بھی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ ترقی یافتہ معاشرے کتابوں اور کتب خانوں کی اہمیت سے بخوبی واقف ہوتے ہیں-کتب بینی کے بیش بہا فوائد ہیں، جن پر وقت بوقت کئی تحقیقات کی گئی ہیں اور اب بھی ہو رہی ہیں-کتب بینی کئی جسمانی اور ذہنی فوائد سے آراستہ کرتی ہے-کتاب پڑھنے سے دماغی صلاحیت بہتر ہوتی ہے، ذہنی پختگی اور تجربہ حاصل ہوتا ہے[2]-کتاب کا مطالعہ کرنے سے افہام اور ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہوتا ہے[3]-جو لوگ کتابیں پڑھتے ہیں ان میں دوسرے لوگوں کے لئے احساسات کا جذبہ عام لوگوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے کیونکہ تحقیق کہتی ہے کہ کتاب انسان کے باطنی افزاء کا باعث بنتی ہے[4]- سونے سے قبل کتاب پڑھنے کی عادت اچھی نیند میں مدد گار ثابت ہوتی ہے[5]-مزید بر آں کتب بینی ذہنی تناؤ کم کرنے میں بھی مدد گار ثابت ہوتی ہے اور انسان کو ایک الگ جہانِ تخیلات میں لے جاتی ہے-برطانوی فلسفی روجر اسکروٹن نے اسی متعلق کہا تھا:

[1] https://quranurdu.org/96
[2] https://www.ncbi.nlm.nih.gov/pmc/articles/PMC4128180/
[3] https://pubmed.ncbi.nlm.nih.gov/21772058/
[4] https://pubmed.ncbi.nlm.nih.gov/24091705/
[5] https://www.healthline.com/health/benefits-of-reading-books#aids-sleep

"خیالی چیزوں سے ملنے والی تسلی، خیالی تسلی نہیں ہوتی[6]"۔

کتاب کے مطالعے کیلئے جہاں قاری کو کتاب خریدنے کی ضرورت ہوتی ہے وہیں کتب خانے ہر معاشرے میں ایسے مقام ہوتے ہیں جہاں شمعِ کتاب کے پروانے بغیر خرید و فروخت کے بآسانی کتاب سے اپنا رشتہ پیوست کر سکتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ لائبریری کو کسی بھی علمی معاشرے کا اہم گوشہ کہا جاتا ہے۔ کتب خانہ محققین کیلئے ایک بہترین ادارہ ہوتا ہے، نئے خیالات کا اجراء ہوتا ہے، اذہان میں نئی کہانیاں جنم لیتی ہیں جبکہ نئی کتابوں کے ساتھ ساتھ نئے لوگوں سے ملنے کا بھی موقع ملتا ہے[7]۔ کتب خانے کی اہمیت رومی فلسفی مارکس سیسیرو اس طرح بیان کرتے ہیں:

"کتابوں کے بغیر کمرہ ایسا ہی ہے جیسے روح کے بغیر جسم[8]"۔

دنیا بھر میں ہزاروں لاکھوں کتب خانے موجود ہیں اور اس دورِ جدید میں جہاں سب کچھ اب انٹرنیٹ پر موجود ہے اور رواں صدی کو کتابوں کی آخری صدی کہا جانے لگا ہے، اس دور میں بھی لاکھوں کروڑوں لوگ ایسے موجود ہیں جو کتابوں سے اپنا رشتہ استوار کئے ہوئے ہیں۔ بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ غیر مسلم ممالک میں جو بڑی بڑی جامعات ہیں وہ تاریخ میں کبھی مسلم ممالک کا ذخیرہ ہوا کرتے تھے۔ لیکن کئی حوادث ایسے رونما ہوئے جنہوں نے شرق و غرب کی تاریخ بدل دی۔

ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں چار ہزار سے زائد لائبریریاں موجود ہیں[9]۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ ملکِ پاکستان ایک کتاب دوست ملک ہے۔ البتہ چند کتب خانے ایسے بھی ہیں جو پاکستان کے نوجوانوں کو صدائیں دیتے ہیں کہ ان میں رکھی کتابیں اب گرد آلود ہو چکی ہیں اور وہ آج بھی اپنے قارئین کی منتظر ہیں۔ جبکہ کئی کتب خانے ایسے بھی ہیں جہاں ہر روز، صبح و شام قارئین کا سمندر موجود رہتا ہے۔

پاکستان کا سب سے بڑے شہر کراچی میں 41 پبلک لائبریریاں، 15 جامعہ کے بڑے کتب خانے، 3 تدریسی کتب خانے، 4 تاریخی لائبریریاں اور 10 اسپیشل لائبریریاں موجود ہیں[10] جو کہ کل ملا کر 73 لائبریریاں بنتی ہیں۔ ان کے علاوہ بھی کئی لائبریریاں دوسرے سیکٹرز میں موجود ہیں جو علم دوست افراد کے لئے موزوں مقام ہیں۔ اس مقالے میں فقط کراچی کے چند ایک کتب خانوں کی مختصر تفصیلات پیش کرنا مقصود ہے۔ کراچی کی چند منتخب لائبریریوں کا مختصر تعارف ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

خالقدینا لائبریری:

خالقدینا لائبریری 1856ء میں نیٹیو جنرل لائبریری کے نام سے قائم کی گئی تھی جو کراچی کا پہلا عوامی کتب خانہ تھا۔ عمارت کا ڈیزائن یورپی فن تعمیر کی عکاسی کرتی دکھائی دیتی ہے جسے موسز سومیک نے تیار کیا تھا۔[11] 50 سال بعد 1905ء میں اس کا نام خالقدینا لائبریری پڑ گیا تھا جو کہ سیٹھ خالقدینا کی وصیت کے تحت کیا گیا تھا جنہوں نے 18 ہزار روپے اس لائبریری کیلئے مختص کئے تھے۔ 2002ء میں اس عمارت کی تزئین و آرائش کی گئی جس میں ڈیڑھ کروڑ کی لاغت صرف ہوئی تھی۔[12]

[6] https://quotes.pub/q/the-consolation-of-imaginary-things-is-not-imaginary-consola-318294
[7] https://www.statelibraryofiowa.org/ld/t-z/TTLS/speeches/sample
[8] https://www.goodreads.com/quotes/764-a-room-without-books-is-like-a-body-without-a
[9] https://archive.ifla.org/IV/ifla62/62-kham.htm
[10] http://www.kmc.gos.pk/Contents.aspx?id=85
[11] https://tribune.com.pk/story/626468/secret-histories-the-jews-built-karachi
[12] https://www.dawn.com/news/938443/the-past-is-another-story

بد قسمتی سے اس لائبریری کی حالت اب کافی خراب ہے جبکہ ایک وقت تھا جب خالقدینا لائبریری میں قارئین کی ایک نمایاں تعداد پائی جاتی تھی- اس لائبریری میں کم و بیش 9ہزار کتابیں موجود ہیں-

فریئر ہال لائبریری:

فریئر ہال لائبریری کراچی کا قدیم ترین کتب خانہ ہے جو اکتوبر 1865ء کو بنایا گیا تھا[13] اس لائبریری کی تعمیر سندھ کے دوسرے کمشنر سر بارٹل فریئر نے کروائی اور اس عمارت کا نقشہ کرنل ہینری ونکنز نے بنایا- اس عمارت میں ایسے پتھر لگائے گئے ہیں جس پر رنگ کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی ہے- اردگرد میں ہریالی اور وسیع باغ اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے-

یہ لائبریری ایک صدی سے زیادہ کی عمر پوری کر چکی ہے اور آج بھی کئی کتب بین افراد اسے زینت بخشتے ہیں- یہ کراچی کے علاقہ صدر سول لائنز میں فاطمہ جناح روڈ پر واقع ہے- اس عمارت کی تعمیر میں ایک لاکھ اسّی ہزار روپے کی لاگت آئی تھی جس میں سے پچاس ہزار دو سو روپے علم دوست شخصیات نے ادا کئے تھے- لائبریری میں پچاس ہزار کتابیں ہیں جن میں 1500 نایاب کتب اور 50 قلمی دستاویزات ہیں- حال ہی میں اس لائبریری میں ایک گوشہ دیوار علم کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جہاں سی ایس ایس کے طلبہ کے لئے کتب فراہم کی گئی ہیں- البتہ کتب خانہ کو تزئین و آرائش کی ضرورت لاحق ہے جس پر منتظمین کی توجہ درکار ہے-[14]

محمود حسین لائبریری:

جامعہ کراچی کا مرکزی کتب خانہ 1952ء میں قائم ہوا جسے 1975ء میں شیخ الجامعہ ڈاکٹر محمود حسین کے انتقال کے بعد ان کی جامعہ کے لئے بے لوث خدمات کے باعث محمود حسین لائبریری کے نام سے منسوب کر دیا گیا- اس لائبریری میں ساڑھے تین لاکھ سے زائد کتابیں موجود ہیں جبکہ اسی تعداد کے قریب تحقیقی اور سائنسی رسائل و جرائد کا بھی ذخیرہ موجود ہے- لائبریری میں اقوام متحدہ کا ڈپوزٹری سینٹر بھی ہے جبکہ 6000 سے زائد کے قلمی دستاویزات اور نایاب کتب بھی ہیں جو سولہویں صدی کی ہیں- 46اسکالرز کے ذاتی مجموعۂ کتب ہونے کے ساتھ ساتھ کئی دانشوروں اور ادیبوں کی تصنیفات یہاں موجود ہیں-

سب سے اہم یہ کہ یہاں بابائے قوم قائد اعظم محمد علی جناح کا ذاتی مجموعہ بھی نایاب الماریوں میں محفوظ ہے- بلاشبہ ڈاکٹر محمود حسین لائبریری کا شمار ملک بھر کے بڑے تعلیمی اور تحقیقی مراکز میں ہوتا ہے-[15] لائبریری میں طلبہ کی آسانی کیلئے انٹرنیٹ لائبریری کا بھی سیشن بنایا گیا ہے جبکہ لائبریری میں سائنسی اور سماجی سائنسی مضامین کے الگ الگ سیکشن بنائے گئے ہیں اور اوپری حصے کو اخباروں کے ریکارڈ کے لئے مختص کیا گیا ہے جہاں روزنامہ جنگ اور daily dawn اخبارات کے ریکارڈز محفوظ ہیں-

غالب لائبریری:

غالب لائبریری 1970ء میں ناظم آباد کے علاقے میں معروف شاعر فیض احمد فیض اور دانشور مرزا ظفر الحسن نے قائم کی، اس لائبریری کا مقصد اردو زبان و ادب اور بالخصوص غالب کے فن و فکر کو ترویج دینا تھا- لائبریری کا قیام ادارۂ یادگارِ غالب کے تحت ہوا جو مذکورہ دو اشخاص نے 1968ء میں غالب کی صد سالہ برسی پر بنایا تھا- جس طرح آج آرٹ کونسل میں تقریبات سجتی ہیں ایک وقت میں یہاں یہ جوش ملیح آبادی، فیض احمد فیض، مجنوں گورکھپوری، ابن انشا، ابراہیم جلیس، احمد ندیم قاسمی، ابو الفضل صدیقی، محسن بھوپالی اور صادقین وغیرہ ادبی محافل کو سجایا کرتے تھے-

لائبریری میں 30ہزار سے زائد کتب کا ذخیرہ موجود ہے جبکہ مختلف مضامین کے جنرل بھی وافر مقدار میں یہاں موجود ہیں- اس لائبریری کیلئے گرچہ کتب خریدی بھی گئیں

---

[13]The Speeches and Addresses of Sir H.B.E. Frere, G.C.S.I., K.C.B., D.C.L.
[14]https://urdu.arynews.tv/farrior-hall-karachi-library-brink-of-collapse/
[15]https://www.uok.edu.pk/library/

لیکن تقریباً 11 ہزار کے قریب کتب وہ ہیں جنہیں عوام نے عطیہ کیا- تقسیم ہند سے قبل شائع ہونے والے رسائل وجرائد کا بھی نہایت عمدہ اور بڑا ذخیرہ یہاں موجود ہے-مزید یہ کہ اس لائبریری میں تاریخی خطوط اور شمارے محفوظ ہیں جن میں جوش ملیح آبادی، سبطِ حسن، رالف رزل، مولانا ابوالکلام آزاد کے خطوط جبکہ شاہنامہ فردوسی، الف لیلہ اور طلسم ہوش ربا جیسی نایاب اشاعات بھی موجود ہیں-[16]

ڈی ایچ اے سنٹرل لائبریری:

ڈی ایچ اے سنٹرل لائبریری ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کراچی نے نومبر 1991ء کو ڈیفنس فیز 2 میں قائم کی- خوبصورت ڈیزائن اور فن پارے سے مزین اس عمارت کے اطراف میں سبزہ اسے نہایت خوبصورت بناتا ہے- یہاں پر کمپیوٹرائزڈ کتاب انوینٹری، جدید اور تیز انٹرنیٹ سہولیات، خصوصی اخبارات اور رسالوں کے سیکشن، ایچ ای سی کی ڈیجیٹل لائبریری، جدید ترین آڈیو ویژوول سہولیات اور جدید سہولیات سے آراستہ چلڈرن لائبریری بھی موجود ہے جو کہ 1996ء میں قائم کی گئی- ای لائبریری سیکشن میں تقریباً 70 ہزار اسکین شدہ کتب موجود ہیں-[17] اس لائبریری میں ڈی ایچ اے کے رہائشیوں کے علاوہ دیگر لوگ بھی آسکتے ہیں البتہ ان کیلئے الگ سے ممبر شپ کروانا ضروری ہوتی ہے-

ڈی ایچ اے لائبریری میں کتابوں کے شیلف کی ترتیب جدید کتب خانوں کی عکاس ہیں جہاں پر سکون ماحول قارئین کے لئے سودمند ثابت ہوتا ہے- اس لائبریری میں 80 ہزار کتابیں موجود ہیں-[18]

ایس بی پی لائبریری:

اسٹیٹ بینک آف پاکستان لائبریری کراچی کے علاقہ بولٹن مارکیٹ، آئی آئی چندریگر روڈ پر واقع ہے- اس لائبریری کا قیام 1949ء میں ہوا اور مختلف اوقات میں اس لائبریری کو تین بار شفٹ بھی کیا گیا- اس لائبریری میں 98700 کتابیں موجود ہیں- ان کتب میں اکثر اکنامکس، اکاؤنٹنگ، فائنانس وغیرہ کے موضوعات والی کتابیں زیادہ ہیں- اس کتب خانے میں 17 مختلف سیکشنز ہیں، اس کے علاوہ ای بک اور ای جنرلز کا ڈیٹا بھی موجود ہے- لائبریری میں قرآن مجید کے نایاب نسخہ جات بھی موجود ہیں-[19]

کورنگی ماڈل لائبریری:

کورنگی ماڈل لائبریری کا افتتاح 2017ء میں ہوا- یہ لائبریری جدید ٹیکنالوجی سے مزین ہونے کے ساتھ ساتھ 50 ہزار کتب کا ذخیرہ رکھے ہوئے ہے- کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی سہولیات کے باعث یہاں آنے والے طلبہ کو کافی آسانیاں میسر ہیں- لائبریری میں کئی مضامین پر مبنی رسائل و جرائد، روزنامے، ماہنامے، اخبارات وغیرہ بھی موجود ہیں- خواتین و حضرات کے لئے الگ الگ مطالعہ گاہ بنائی گئی ہے- عمارت بیرونی و اندرونی خوبصورتی سے مزین ہے- حال ہی میں اس لائبریری میں سی ایس ایس کارنر کا بھی افتتاح کیا گیا ہے-[20] کورنگی ماڈل لائبریری کورنگی نمبر پانچ کی مرکزی سڑک پر واقع ہے-

بیت الحکمت لائبریری:

بیت الحکمت لائبریری کراچی کی قدیم لائبریریوں میں سے ایک ہے- اسے جنوبی مشرقی ایشیاء کی سب سے بڑی لائبریری مانا جاتا ہے- یہ لائبریری 1989ء میں بنائی گئی اور اس کا نام مسلمانوں کے تاریخی ورثہ "بیت الحکمہ" بغداد کے

[16] https://thekarachiwalla.com/2019/05/14/city-libraries-ghalib-library-nazimabad/
[17] http://www.dclkarachi.com/Facilities.aspx
[18] https://www.facebook.com/dclkarachi/videos/469209676942302/
[19] https://dnb.sbp.org.pk/library/index.htm
[20] https://dunya.com.pk/index.php/city/karachi/2021-03-28/1799681

کتب خانے پر رکھا گیا- یہ لائبریری ہمدرد یونیورسٹی میں ہے- ایک وقت تھا جب یہ سندھ کا داخلی دروازہ ہوتا تھا اور اب شارع مدینۃ الحکمت کے نام سے جانا جاتا ہے- اس لائبریری میں مختلف زبانوں میں 4 لاکھ 77 ہزار 251 کتابیں موجود ہیں- 29611 رسائل، ایک ہزار سے زائد مخطوطات، 1300 سے زائد موضوعات پر 30 لاکھ 65 ہزار اخباری تراشے موجود ہیں- نیز ہر شعبہ جات بالخصوص پاک وہند کی تاریخ کی کتب موجود ہیں- اس لائبریری میں قرآن شریف کے مختلف 66 زبانوں میں 421 تراجم بھی رکھے ہوئے ہیں- ان سب کے علاوہ غیر ملکی سکے، اے وی کیسٹیں اور سینکڑوں خطوط مصنفین کے اپنے ہاتھوں کے لکھے ہوئے محفوظ ہیں[21]-

اسٹریٹ لائبریریاں:

شہر کراچی کی خوبصورتی اور فن پاروں میں لائبریری کی معاونت سے خوب اضافہ ہوا ہے- 2019ء میں میٹروپول روڈ پر کراچی کی پہلی اسٹریٹ لائبریری کا قیام عمل میں آیا جہاں بابائے قوم، مادر ملت اور شہر کی قدیم عمارتوں کے دلفریب فن پاروں کے ساتھ کتابوں کے شیلف اور وہاں بیٹھ کر پڑھنے کیلئے کرسیاں نسب کی گئیں[22]- گو کہ یہاں کتابوں کی تعداد سینکڑوں سے زیادہ نہیں ہیں لیکن اس لائبریری کے قیام کا مقصد عوام میں کتب بینی کو بطور فیشن کے متعارف کروانا مقصود تھا- اس لائبریری کے قیام کے ایک سال بعد کراچی کے علاقے لیاری کے چاکیواڑا میں شہر کی دوسری اسٹریٹ لائبریری کا قیام کیا گیا[23]- ان لائبریریوں میں کتاب کی حفاظت پہ چوکیدار رکھا گیا ہے البتہ اگر کوئی کتاب گھر لے جانا چاہتا ہے تو اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ اپنی ایک کتاب یہاں رکھ کر کوئی بھی کتاب لے جائے-

بیدل لائبریری:

جولائی 1974ء میں ڈاکٹر ظفیر الحسن نے ایک کمرہ میں 300 کتب و رسائل سے اس لائبریری کا آغاز کیا جو اب 85 ہزار کتب مع رسائل کا ذخیرہ محفوظ کئے ہوئے ہے- اس لائبریری کا نام فارسی کے معروف شاعر میرزا عبدالقادر بیدل کے نام پر رکھا گیا ہے جن کے بارے میں علامہ محمد اقبال نے کہا تھا:

> میرزا بیدل نے کس خوبی سے کھولی یہ گرہ
> اہلِ حکمت پر بہت مشکل رہی جس کی کشود

اس لائبریری کا شمار کراچی کی قدیم اور نادر لائبریریوں میں ہوتا ہے- لائبریری میں کتب کے علاوہ تقریباً پچاس اردو اور فارسی میں مخطوطات موجود ہیں- یہاں مختلف زبانوں کے 11 اخبارات کا ریکارڈ بھی محفوظ ہے- یہ لائبریری بہادر آباد کے عقب میں شرف آباد میں موجود ہے-

حرفِ آخر:

یوں تو اس مضمون پر پوری کتاب تحریر ہو سکتی ہے لیکن "خَیرُ الکَلامِ مَاقَلَّ وَدَلَّ" کے تحت مختصر اور مدلل پر ہی اکتفا کیا ہے- اس مقالہ کو لکھنے کا مقصد قارئین میں کتب خانے سے متعلق دلچسپی کو بڑھانا اور کتب بینی کی ترغیب کی ادنیٰ کاوش کرنا ہے- ہم بطور پاکستانی اس بات پر تو مطمئن ہو سکتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں کتب خانے وافر مقدار میں موجود ہیں لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم میں سے اکثریت ان کتب خانوں کا رُخ نہیں کرتی جس کے باعث آج یہ کتب خانے ویران اور ان میں رکھی کتابیں گرد آلود ہو چکی ہیں- جہاں ان کتب خانوں کو انتظامیہ کی توجہ درکار ہے وہیں انہیں دوبارہ آباد کرنے میں قارئین کی ایک تعداد چاہیے- یاد رہے کہ کتاب کا مطالعہ انسانی شعور کی نشو نما میں معاون و مددگار ثابت ہوتا ہے اور یہ کتب خانے اسی معاونت کے مراکز ہوتے ہیں- اس لئے اگر ہم چاہیں تو اس ورثہ کی حفاظت کر سکتے ہیں، ورنہ:

> کاغذ کی یہ مہک، یہ نشہ روٹھنے کو ہے
> یہ آخری صدی ہے کتابوں سے عشق کی

☆☆☆

[21] http://hamdardfoundation.org/bait-al-hikmah/
[22] https://www.youtube.com/watch?v=l4n2oNfWcbA
[23] https://www.youtube.com/watch?v=kkM1N_xzjm4

نینو ٹیکنالوجی

Nano Technology

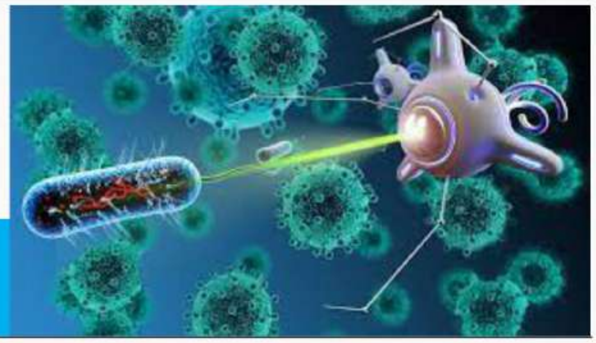

ندیم اقبال

نینو ٹیکنالوجی ایک وسیع فیلڈ ہے جس میں فزکس، کیمسٹری، بائیولوجی، انجینئرنگ، الیکٹرانکس، کمپیوٹنگ، مواصلات، صحت، طب، توانائی، ماحولیات، نقل و حمل، مینوفیکچرنگ اور قومی سلامتی سمیت معاشی میدان کا ہر شعبہ عروج پر دکھائی دیتا ہے- اگر مختصر انداز میں اس کی توضیح کی جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ ٹیکنالوجی چیزوں کو دیکھنے اور سمجھنے کے بارے میں ہمارے انداز کو تبدیل کر دے گی، اس کی بدولت ایک ایسا صنعتی انقلاب آسکتا ہے جو ہماری زندگیوں کو بدل کر رکھ دے گا-

نینو ٹیکنالوجی دو الفاظ کا مجموعہ ہے ”نینو“ اور ”ٹیکنالوجی“- ”نینو“ سے مراد کسی چیز یا مقدار کا ایک ارب واں حصہ (10^{-9}) ہے- نینو ٹیکنالوجی سائنس کی ایسی فیلڈ ہے جس میں مادے کے 100-1 نینو میٹر اجزا کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور استعمال میں لایا جاتا ہے- جن کو انسانی آنکھ براہِ راست دیکھنے سے قاصر ہے بلکہ ان کو دیکھنے کیلئے مختلف آلات مثلاً (مائیکروسکوپ وغیرہ) کی ضرورت پڑتی ہے- ”ٹیکنالوجی“ سے مراد ان اجزاء کو استعمال میں لا کر ایسے آلات ترتیب دینا ہے جو ہمارے کام آسکیں-

مائیکروسکوپ ٹیکنالوجی کے ذریعہ نینو پارٹیکلز کا مشاہدہ کیا جاتا ہے- نینو پارٹیکلز کے سائز کا اندازہ ایسے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک انسانی بال کا قطر، اوسطاً 80000 نینو میٹر ہے[1] اور انسانی ناخن ایک دن میں تقریباً 86 ہزار نینو میٹر بڑھتا ہے- قابلِ ذکر امر یہ ہے کہ نینو سکیل پر کیمسٹری اور فزکس کے روزمرہ میں استعمال ہونے والے قواعد کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ جدید اصولوں کا استعمال ضروری ہے (جیسے کوانٹم فزکس)- نینو ٹیکنالوجی ہماری روزمرہ زندگی میں قریباً ہر شعبہ میں استعمال ہونا شروع ہو چکی ہے جس کی صورت مختلف ہو سکتی ہے- ماہرین کا کہنا ہے کہ اس کا گہرا اثر لوگوں کی صحت، دولت اور زندگیوں پر ضرور پڑے گا-

نینو ٹیکنالوجی سے کیا کیا جاسکتا ہے؟

نینو ٹیکنالوجی کو توانائی کی کھپت کی استعداد کار بڑھانے، ماحول کو صاف کرنے اور صحت کے بڑے مسائل کو حل کرنے، آٹو موبل، الیکٹرونکس، سائنس، کمپیوٹر، بائیومیڈیکل، میڈیکل، ایروسپیس اور انجینئرنگ کے مختلف شعبہ جات میں استعمال کیا جاسکتا ہے جس سے نمایاں طور پر کم اخراجات سے مینوفیکچرنگ کی پیداوار بڑھانے کا موقع میسر آئے گا اور ساتھ ہی ساتھ نت نئے آلات بن سکیں گے- نینو ٹیکنالوجی کے محققین کا دعویٰ ہے کہ اس کی مدد سے اب مصنوعات چھوٹی، سستی، ہلکی اور زیادہ فعال ہوں گی اور تیاری کے لئے بھی کم توانائی اور کم خام مال کی ضرورت ہو گی-

1- کاربن نینوٹیوب:(Carbon Nanotube)

نینو ٹیکنالوجی میں کاربن نینو پارٹیکلز بہت اہمیت کے حامل ہیں- کاربن قدرتی طور پر چھوٹی ٹیوب کی صورت میں بھی پائی جاتی ہے جو کچھ نینو میٹر کی سکیل پر شہد کی مکھی کے چھتے جیسی ہوتی ہے- کاربن نینوٹیوب، کاربن کی ایک شیٹ ہے جو ہیگزا (Hexa) فارم کی صورت میں ہوتی ہے جب اس شیٹ کو ٹیوب کی فارم میں رول کیا جاتا ہے تو کاربن نینوٹیوب حاصل ہوتی ہے- کاربن نینوٹیوب کی طبعی

[1] https://www.azonano.com/article.aspx?ArticleID=1134#:~:text=Nanotechnology%20is%20a%20field%20of,%2C%20on%20average%2C%2080%2C000%20nanometres.

خصوصیات میں تبدیلی اُس کو فولڈ کرنے پر منحصر ہے جو ایٹم کی آلائنمنٹ پر انحصار کرتی ہے- ان کی مدد سے ہم ایک ایسا مٹیریل بنا سکتے ہیں جو سٹیل سے 100 گنا مضبوط اور 6 گنا ہلکا بھی ہو گا- سائنس دانوں کا خیال ہے کہ چند برسوں میں نینو ٹیکنالوجی کے ذریعے سامان ایک سے دوسری جگہ پہنچانا آسان ہو جائے گا- اس وقت ایک عام فوجی جوان کو 10 سے 15 کلو وزن اٹھا کر چلنا پڑتا ہے، چند برس بعد یہ صرف 10 یا 15 گرام رہ جائے گا جس میں اُس کے اسلحہ کا وزن کم ہو جائے گا- اسی طرح ضرورت کی اشیاء کو نینو ٹیکنالوجی کی مدد سے بنایا جائے گا اور اسی میٹریل سے بلڈنگ میٹریل، کار اور ہوائی جہاز بنانے کی تحقیق جاری ہے جس سے وہیکل کا وزن کم اور ایندھن بھی کم خرچ ہو گا- انجینئرز نینو سائز وائر بنانے میں مصروف ہیں جس سے مستقبل میں کمپیوٹر پروسیسرز مزید طاقتور اور چھوٹے ہو جائیں گے- چپ سائز کم ہونے کی وجہ سے کمپوٹر سائز مزید کم ہو گا جس سے چھوٹے ربوٹس بن سکیں گے- کاربن نینو ٹیوب سے نینو کپڑا بنانے میں مدد ملے گی جو تمام موسمی حالات کے مقابلہ کے ساتھ ساتھ میلے ہونے سے بھی مبراء ہونگے- کاربن نینو ٹیوب سے نہ دکھائی دینے والی چادر بھی بنائی جا سکے گی- کاربن نینو ٹیوب کی مدد سے ایسے سپیس راکٹ بنائے جا سکیں گے جس سے راکٹ کے وزن میں 30 فیصد تک کمی واقع ہو سکے گی-

2- گریفین (Graphene)

اسی طرح کاربن کا ایک دوسرا اہم مٹیریل گریفین ہے جو ایٹموں کی واحد شیٹ کی صورت میں اپنا توازن برقرار رکھ سکتی ہے اور بے پناہ مضبوطی کی حامل ہے- یہ قدرتی ماحول میں توازن قائم رکھ سکنے والا دنیا کا باریک ترین مواد ہے جس کی موٹائی 1 ایٹم ہے جو سٹیل سے 200 گنا زیادہ مضبوط اور بجلی اور حرارت کا موصل ہونے کے ساتھ ساتھ وزن میں بھی بہت کم ہے-

3- گریفین کا آٹو موبل میں استعمال (Use of Graphene in Autombile)

گریفین کا آٹو موبل انڈسٹری میں استعمال کیا جائے گا 30 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے حادثہ ہونے کی صورت میں وہ چیز اصل شکل میں واپس ڈھل سکے گی- گرافین شفاف (Transparent) ہوتی ہے اور اس میں سے تقریباً 98 فیصد لائٹ، رکاوٹ کے بغیر گزر سکتی ہے مضبوطی کے ساتھ ساتھ یہ خاصی نرم اور لچکدار ہوتی ہے اور سیلکان سے 150 فیصد زیادہ موصل ہوتی ہے- مستقبل میں استعمال ہونے والی چھوٹی اور لچکدار الیکٹرونکس سکرین (OLEDs)، کمپیوٹرز، موبائل اور گھروں میں استعمال ہونے والی بیٹریاں 100 گنا زیادہ بہتر اور تیز ہونگی، بلکہ LCD, Touch Screens, OLEDs, Smartphone, Tablet, Television، یہ تمام بہت ہی باریک اور معمولی چوٹ لگنے پر ٹوٹنے سے محفوظ نیز لچکدار بھی ہونگے- اس سے 4 ڈی پرنٹنگ کو بھی بہت ترقی ملے گی- زنک آکسائیڈ نینو پارٹیکلز کی خاص کوڈنگ سے مینو فیکچرر ایسے کپڑے بنانے میں مصروف ہیں جو (Ultra Violate) شعاعوں سے محفوظ رکھ سکتے ہیں- کچھ کپڑوں میں نینو پارٹیکلز ایسی صورت میں ہوتے ہیں جو کپڑوں کو پانی سے بچاتے ہیں یعنی اُن کپڑوں پر پانی گرنے کی صورت میں یہ گیلے نہیں ہونگے اور

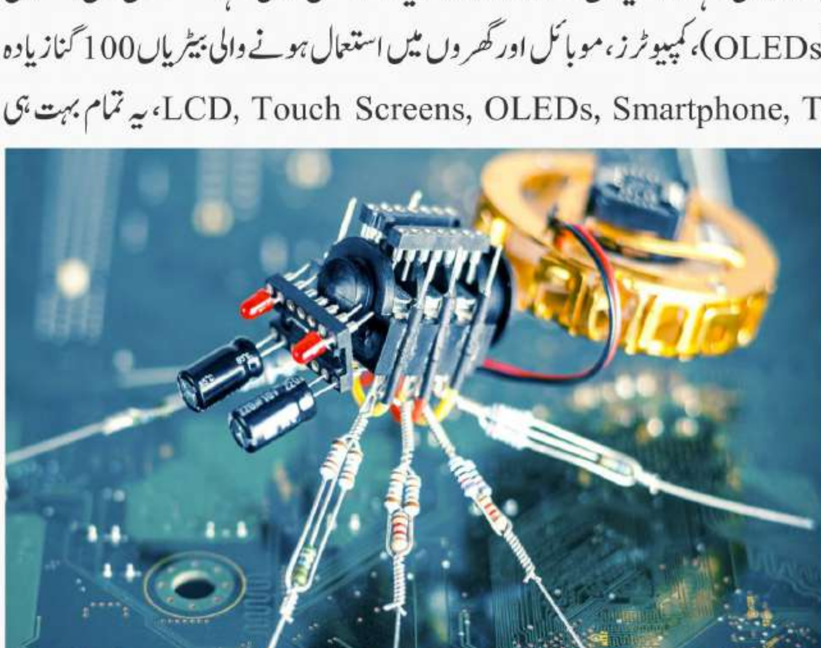

حتیٰ کہ اس کی مدد سے بنائے جانے والے سپورٹس کے سامان خاص طور پر ٹینس ریکٹ بھی وزن میں کم اور بہت مضبوط ہونگے-

4- نینو ٹیکنالوجی کا صحت اور حفظان صحت پر اثر:

نینو ٹیکنالوجی پہلے سے ہی حفظان صحت کی تحقیق میں بطور آلہ استعمال کی جارہی ہے- میساچوسٹس انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کے محقق نے جنوری 2005ء میں آپٹیکل چمٹی کا استعمال کیا- لیزر بیم کا استعمال کرتے ہوئے خون کے سُرخ خلیوں کی لچک کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو ملیریا پیراسائٹ کی وجہ سے متاثر ہو جاتے ہیں- یہ طریقہ کار محقق کو جسم میں ملیریا پھیلنے کی وجوہات کا اندازہ لگانے میں مدد فراہم کرتا ہے- مستقبل قریب میں نینو ٹیکنالوجی سستی اور معیاری ادویات کی فراہمی کا باعث بنے گی- یہ اندازہ لگایا جارہا ہے کہ نینو ٹیکنالوجی کا سب سے زیادہ اثر میڈیکل فیلڈ پر ہو گا- مریض کو ایک محلول پلایا جائے گا جس کے اندر نینوروبوٹس موجود ہونگے اُن کی کوڈنگ ایسے کی گئی ہو گی کہ وہ کینسر سیلز اور وائرسز پر حملہ کریں اور تباہ شدہ خلیوں کو دوبارہ بنا سکیں گے- مستقبل میں ایسا بھی ممکن ہے کہ یہ نینو ربوٹ ہماری عمر کے پراسیس کو آہستہ کر دیں- یہ نینوربوٹس اُن سرجری میں بھی کارآمد ثابت ہونگے جو ڈاکٹرز کے لیے بہت مشکل ہے یا ممکن نہیں ہے اُن کو نینو ٹیکنالوجی کی مدد سے ممکن بنایا جاسکے گا-

5- خوراک کی حفاظت:

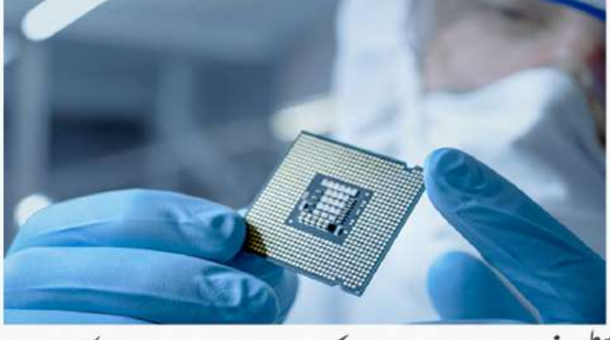

نینو پارٹیکلز اور نینو سنسرز کے استعمال سے فصلوں اور مویشیوں کی بیماریوں کی نگرانی کے ساتھ ساتھ پیداواری صلاحیت بڑھانا ممکن ہو گا- اس کے علاوہ، نینو پارٹیکلز کھاد کی کارکردگی کو بڑھا سکتے ہیں- ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دونوں ممالک کے محققین ایسی فصلوں کی نشوونما پر تحقیق کر رہے ہیں جو غیر مناسب حالات میں اُگنے کے قابل ہوں، جیسے وہ میدان جہاں مٹی میں نمک کی مقدار زیادہ ہوتی ہے (بعض اوقات موسمیاتی تبدیلی اور بڑھتی ہوئی سمندری سطح کی وجہ سے) یا کم سطح پانی پر نینو سنسرز استعمال کیے جاتے ہیں- یہ بیماریوں کو شناخت کرنے میں بھی مدد فراہم کرتے ہیں- نینو ٹیکنالوجی کی بدولت کھانے پینے کی اشیا کو زیادہ دیر تک محفوظ اور تروتازہ رکھا جاسکتا ہے-

6- نینو سکیل فلٹر سے پانی کی صفائی:

فلٹر جو نینو سکیل پر بنائے جاتے ہیں پانی کو بہتر انداز میں صاف کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں- ان کی تیاری کم لاگت میں ہو گی اور ان کا استعمال دیرپا ہو گا نیز یہ صفائی کو بہتر انداز میں مکمل کر سکیں گے- جیسا کہ آرسنک(AsH_3O_4) بہت سے ممالک کے پانی کو زہر آلودہ کرتا ہے نینو ٹیکنالوجی پانی میں موجود ایسے زہریلے مواد کو جذب کر کے پانی کو صاف بنا سکے گی-

اختتامیہ:

نینو ٹیکنالوجی کے بارے میں تفصیلاً بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے مختصراً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ نینو ٹیکنالوجی زندگی کے قریباً ہر شعبہ میں انقلاب برپا کرے گی کیونکہ اب ٹیکنالوجی سینٹی میٹر یا ملی میٹرز کی سطح پہ نہیں بلکہ نینو میٹر کی سطح پہ ڈیوائس ترتیب دے سکے گی نیز اس سطح پہ کوانٹم فزکس کے اصول کارفرما ہونے سے بہت سے ایسے آلات بنائے جاسکیں گے جو اس سے پہلے ممکن نہیں تھے- ہمیں ٹیکنالوجی کے ہر شعبہ میں ہی نینو ٹیکنالوجی کا استعمال دکھائی دے گا- ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بھی اس ٹیکنالوجی کا استعمال اپنی انڈسٹری اور تحقیقی ادارہ جات میں عام کریں تاکہ ہماری انڈسٹری بھی جدید (نینو) ٹیکنالوجی سے لیس ہو اور دنیا کے کسی بھی ملک کی انڈسٹری کے ساتھ مقابلہ کر سکے کیونکہ جیسا اوپر بیان کیا گیا ہے، ٹیکسٹائل اور سپورٹس جیسے شعبہ جات بھی اب اس ٹیکنالوجی کے استعمال سے ایک نئی صورت اختیار کریں گے- چنانچہ عالمی منڈی میں اپنی مصنوعات کی ڈیمانڈ بڑھانے کے ساتھ پیداواری صلاحیت اور کوالٹی یقینی بنانے کیلئے نینو ٹیکنالوجی کا استعمال بے حد ضروری ہے-

☆☆☆

سورۂ کوثر میں

صاحبِ کوثر کے جلوے

سبینہ عمر
(ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی)

مَیں پاکستانی ہوں اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ مَیں پاکستانی ہوں اور یقیناً مجھے اپنے پاکستانی ہونے پر فخر ہے، مان ہے، ناز کرتی ہوں اس نسبت پر، کیونکہ پاکستان اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور یہ عطیۂ خداوندی ہے؛ اور اس میں دوسری کوئی رائے نہیں ہے کہ مدینہ طیبہ کے بعد دنیا میں سطحِ زمین پر یہ واحد قلعہ ہے جو نظریاتی طور پر اسلام کے نام اور کلمہ کی بنیاد پر ڈیزائن کیا گیا- اللہ تعالیٰ کا شکر کرتی ہوں کہ میں اس میں رہتی ہوں آزادی کے ساتھ، اپنے رب کریم کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتی ہوں آزادی کے ساتھ، اپنے محبوب کریم حضور خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفےٰ (ﷺ) پر نازل ہونے والی کتابِ حق اور کتابِ ہدایت قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہوں آزادی کے ساتھ، اپنے بہن بھائیوں کو قرآن مجید پڑھاتی ہوں آزادی کے ساتھ، شریعتِ محمدی (ﷺ) کے مطابق پردہ کرتی ہوں آزادی کے ساتھ- الغرض! مجھے اپنے دین و مذہب پر زندگی گزارنے میں مکمل طور پر آزادی ہے- اس لئے مَیں کہتی ہوں کہ پاکستان اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، ہم جتنا شکر کریں کم ہے کیونکہ اسلام پر عمل پیرا ہونے میں آزاد ہونا سطحِ زمین کے دیگر خطوں پر بسنے والے مسلمانوں کے لئے شاید ممکن نہ ہو-

اس لئے انسان کو ہر وقت سجدۂ شکر ادا کرتے رہنا چاہیے کیونکہ اگر انسان اپنے وجود کے اندر جھانک کر دیکھے تو لاتعداد نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اس کے وجود میں رکھی ہیں اور اگر یہ اپنے وجود کے خارج میں دیکھے یعنی ارد گرد تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی اتنی کثرت ہے جو اعداد و شمار میں لائی ہی نہیں جا سکتیں- اس لئے پروردگارِ عالم نے ارشاد فرمایا:

”وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا“[1]

”اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے“-

اور سورۃ الرحمٰن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کی بار بار یاددہانی کروائی جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ“[2]

”تو اے جن و انس تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے“-

پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے بھری پڑی ہے جو گنتی کی حدود سے بالاتر ہے-

ہم یہاں مختصراً سائنسی حقائق بیان کرتے ہیں-

ناسا کی رپورٹ کے مطابق محقق جنیڈی ڈونچیڈس کہتے ہیں کہ اگر ہم اوپن سٹریٹ میپ کے مطابق حساب لگاتے ہیں تو ایک ساحل اوسطاً 109 کلومیٹر طویل ہے اسی طرح دنیا میں 3 لاکھ کلومیٹر طویل ریتیلا سمندری ساحل ہے-

---

[1] (ابراہیم:34)

[2] (الرحمٰن:13)

مزید بتاتے ہیں ایک مربع میٹر ریت میں دس ارب ذرات ہوتے ہیں-ماہر فلکیات کارل ساگان (Carl Sagan) کے مطابق زمین کے ساحلوں پر جتنے ریت کے ذرات ہیں- کائنات میں اس سے کہیں زیادہ ستارے ہیں-

کائنات میں "20 sextillion" ستارے اور زمین کے ساحلوں پر "4 sextillion" ریت کے ذرات ہیں تو گویا کائنات میں سمندری ساحلوں پر موجود ریت کے ذرات سے زیادہ ستاروں کا وجود ہے- کائنات میں تقریباً ایک کھرب کہکشائیں ہیں اور ہر کہکشاں میں دو کھرب ستارے ہیں-[3]
ہماری کہکشاں میں زمین جیسے سیاروں کی تعداد کم از کم 6 ارب ہے جس میں سورج، نظام شمسی، چٹانیں اور میدان سب موجود ہیں-[4]

اجرام فلکی کے بعد اگر ہم مختلف جانداروں پر غور کریں اور مختصراً جائزہ لیں تو سائنسدانوں کے اندازے کے مطابق دنیا میں 87 لاکھ اقسام کے جاندار پائے جاتے ہیں اور زمین کی 14 فیصد اور سمندروں کی صرف 9 فیصد جانداروں کی نشاندہی کی گئی ہے-ڈیرک ٹٹینسر کے مطابق کچھ چھوٹے جاندار ایسے بھی ہیں جہاں تک رسائی نہیں ہو سکی ہے-[5] آسٹریلوی سائنسدانوں کی رپورٹ کے مطابق اس وقت پرندوں کی تعداد پچاس ارب ہے- گویا یہ تعداد مجموعی انسانی آبادی کے 6 گنا برابر ہے اور پرندوں کی مجموعی انواع تمام اسپیشیز کے 92 فیصد کے قریب ہے اللہ تعالیٰ کی سب سے چھوٹی مخلوق کیڑے مکوڑوں کو دیکھیں تو کیڑے مکوڑوں کی تقریباً 55 لاکھ نسلیں ہیں جن میں سے 10 لاکھ تک رسائی ہوئی ہے-[6]

یہ تو ہمارے سیارے پر موجود چند مخلوقات کا مختصراً تذکرہ پیش کیا گیا- علاوہ ازیں فرشتے، جنات اور ماورائے مخلوق اور ایسی مخلوقات کا وجود بھی ہے جن کو عام انسان دیکھ نہیں پاتا- حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی لامحدود اور وسیع ترین کائنات میں موجود اجرام فلکی اور دیگر مخلوقات کو اعداد و شمار میں لانا ماورائے عقل ہے-

اللہ تعالیٰ کی کثرتِ تخلیق کا مطالعہ کر رہی تھی اور چشمِ تصور میں ہر ہر شئے میں اس کی کبریائی کی شان کا نظارہ کر رہی تھی کہ پڑھتے پڑھتے اچانک سورۃ النساء کی یہ آیت کریمہ آنکھوں کے سامنے آئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ"[7]

"اے نبی (ﷺ)! فرما دیجئے دنیا کا سامان بہت قلیل ہے"-

یعنی دنیا کا ساز و سامان قلیل ہے- یہ پڑھ کر میری حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ جس کثرت پر دنگ بیٹھی تھی اس کو رب جلیل قلیل فرما رہا ہے تو سوچتی رہی کہ یقیناً قرآن نے کسی کو تو کثیر بھی فرمایا ہو گا- اسی چیز کی متلاشی میں گم تھی کہ تخیل میں قلیل سے کثیر، کثیر سے کوثر اور پھر کوثر سے صاحبِ کوثر کا خیال دل کی وادی میں اتر آیا- اس وقت اللہ عزوجل کا شکر کرتی ہوں کہ تخیلات کی

[3]https://www.bbc.com/urdu/science-44948769
[4]https://www-urduvoa-com.cdn.ampproject.org/v/s/www.urduvoa.com/amp/earth-like-stars-in-galaxy/5469610.html?amp_js_v=a6&amp_gsa=1&usqp=mq331AQHKAFQArABIA%3D%3D#aoh=16234465990096&referrer=https%3A%2F%2Fwww.google.com&amp_tf=From%20%251%24s&ampshare=https%3A%2F%2Fwww.urduvoa.com%2Fa%2Fearth-like-stars-in-galaxy%2F5469610.html
[5]https://www.bbc.com/urdu/science/2011/08/110824_species_count_tf
[6]https://www.google.com/amp/s/www.urduvoa.com/amp/half-a-million-insects-face-extinction-say-scientists11feb2020/5283080.html
[7](النساء:77)

دنیا میں سورۂ کوثر میں صاحبِ کوثر کی جلوہ گری دیکھ رہی ہوں-اس وجہ سے سورۃ الکوثر کو اپنا موضوع بنا رہی ہوں-

امام مسلم ''صحیح مسلم ''میں روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللهِ (ﷺ) ذَاتَ يَوْمٍ بَيْنَ أَظْهُرِنَا إِذْ أَغْفَى إِغْفَاءَةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مُتَبَسِّمًا، فَقُلْنَا: مَا أَضْحَكَكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: «أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آنِفًا سُورَةٌ» فَقَرَأَ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ {إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ. فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ. إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ}[8]

''حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ (ﷺ) ہمارے درمیان تھے جب اسی اثناء میں آپ کچھ دیر کے لیے نیند جیسی کیفیت میں چلے گئے، پھر آپ نے مسکراتے ہوئے اپنا سر مبارک اٹھایا تو ہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنسے؟ آپ نے فرمایا: ابھی مجھ پر ایک سورت نازل کی گئی ہے-پھر آپ نے پڑھا: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ-إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ-فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ- إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ- بلاشبہ ہم نے آپ کو کوثر عطا کی-پس آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں، یقیناً آپ کا دشمن ہی جڑ کٹا ہے''-

سورۃ ''الکوثر'' کی اپنی ماقبل سورۃ ''الماعون'' سے مناسبت:

امام رازی ''تفسیر کبیر'' میں لکھتے ہیں کہ سورۃ الکوثر اپنی ماقبل سورۃ کے بہ منزلہ مقابلے کے ہے-کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے منافق یا مشرک کے چار وصف بیان فرمائے تھے:

پہلا وصف:

سورۃ الماعون میں منافق کا پہلا وصف یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ بخیل ہوتا ہے کیونکہ ''وہ یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے پر برانگیختہ نہیں کرتا''-[9]اس سورت کوثر میں بخل کے مقابلہ میں فرمایا:''ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے''-[10]یعنی آپ بھی بہ کثرت عطا کیجئے-

دوسرا وصف:

سورۃ الماعون میں منافق کا دوسرا وصف یہ بیان فرمایا ہے کہ ''وہ نماز نہیں پڑھتا''-[11]اس کے مقابلہ میں اس سورت کوثر میں فرمایا:''سو آپ نماز پڑھتے رہیے''-[12]یعنی ہمیشہ نماز پڑھتے رہیے-

تیسرا وصف:

سورۃ الماعون میں منافق کا تیسرا وصف یہ بیان فرمایا ہے کہ ''وہ ریاکاری کرتا ہے''-[13]اس کے مقابلہ میں الکوثر میں فرمایا ہے:'' لِرَبِّكَ ''[14]یعنی اپنے رب کی رضا کے لیے نماز پڑھیے نہ کہ لوگوں کو دکھانے کے لیے-

چوتھا وصف:

سورۃ الماعون میں منافق کا چوتھا وصف یہ بیان فرمایا ہے کہ ''وہ زکوٰۃ نہیں ادا کرتا''-[15]اس کے مقابلہ میں الکوثر میں فرمایا:''وَانْحَرْ ''[16]یعنی آپ قربانی کیجئے اور اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ آپ قربانی کا گوشت لوگوں میں تقسیم کیجئے؛ اور سورۃ الکوثر کے آخر میں فرمایا:''إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ''[17] یعنی منافق جو ان کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کر رہا ہے وہ عنقریب مر جائے گا اور دنیا سے اس کا نام و نشان مٹ جائے گا اور آپ (ﷺ) کا ذکرِ جمیل دنیا میں قیامت تک ہوتا رہے گا اور آخرت میں آپ (ﷺ) کو ثوابِ جزیل حاصل ہو گا-[18]

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ الله

[8](صحیح مسلم، رقم الحدیث:894)
[9](الماعون،2-3)
[10](الکوثر:1)
[11](الماعون:5)
[12](الکوثر:2)
[13](الماعون:6)
[14](الکوثر:2)
[15](الماعون:7)
[16](الکوثر:3)
[17](الکوثر:3)
[18](تبیان القرآن،ج:12،ص:998-999)

سورۃ الکوثر کا شانِ نزول:

روح المعانی عربی تفسیر علامہ شہاب الدین محمود آلوسی بغدادی کی تصنیف ہے اس تفسیر کا مکمل نام "روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی" ہے- اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں:

"عن ابن عباس رضی الله عنهما قال كان اكبر ولد رسول الله (ﷺ) القاسم ثم زينب ثم عبد الله ثم ام كلثوم ثم فاطمه ثم رقيه فمات القاسم عليه السلام وهو اول ميت من ولده عليه السلام بمكة ثم مات عبدالله عليه السلام فقال العاص بن وائل السهمی قد انقطع نسله فهو ابتر فانزل الله تعالى ان شَانِئَكَ هو الابتر.

"حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم (ﷺ) کے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت قاسم تھے، اس کے بعد سیدہ زینب، اس کے بعد عبد اللہ، اس کے بعد ام کلثوم، اس کے بعد حضرت فاطمہ، اس کے بعد حضرت رقیہ (رضی اللہ عنہم)- جب حضرت قاسم کا وصال ہو گیا تو مکہ شریف میں آقا کریم (ﷺ) کے صاحبزادوں میں یہ سب سے پہلے تھے جن کا وصال ہو گیا- اس کے بعد حضرت عبد اللہ کا وصال ہو گیا تو عاص بن وائل سہمی نے کہا کہ بس پیغمبر اسلام (ﷺ) کی نسل ختم ہو گی (معاذ اللہ) "فهو ابتر" پس بے نام و نشان ہو گئے- تو اس وقت یہ سورت نازل ہوئی اور فرمایا کہ محبوب تیرا دشمن بے نام و نشان ہو گا تمہارا دین اور رسالت اور نبوت قیامت تک قائم رہیں گے"-[19]

جب سیّد المرسلین (ﷺ) کے فرزند حضرت قاسم (رضی اللہ عنہ) کا وصال ہوا تو کفار نے آپ کو اَبتر یعنی نسل ختم ہو جانے والا کہا اور یہ کہا کہ اب اُن کی نسل نہیں رہی، ان کے بعد اب ان کا ذکر بھی نہ رہے گا اور یہ سب چرچا ختم ہو جائے گا اس پر یہ سورت نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ اُن کفار کا رد بلیغ فرمایا اور اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ

"اے حبیب! (ﷺ) بیشک تمہارا دشمن ہی ہر بھلائی سے محروم ہے نہ کہ آپ، کیونکہ آپ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، آپ کی اولاد میں بھی کثرت ہو گی اور آپ کی پیروی کرنے والوں سے دنیا بھر جائے گی، آپ کا ذکر منبروں پر بلند ہو گا، قیامت تک پیدا ہونے والے عالم اور واعظ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے رہیں گے اور آخرت میں آپ کے لئے وہ کچھ

ہے جس کا کوئی وصف بیان ہی نہیں کر سکتا تو جس کی یہ شان ہے وہ اَبتر کہاں ہوا، بے نام و نشان اور ہر بھلائی سے محروم تو آپ کے دشمن ہیں"-[20]

کوثر کا معنیٰ:

مفتی احمد یار خان نعیمی "تفسیر نور العرفان" میں کوثر کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کوثر بروزن فوعل مبالغہ کا صیغہ ہے کثرت سے بنا، کثیر زیادہ، اکثر بہت زیادہ، کثّار بہت ہی زیادہ اور کوثر بے حد زیادہ جو خلق کی عقل و فہم سے ماوراء ہے"-

کوثر کے معنیٰ کی وضاحت:

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم (ﷺ) کو فضائل کثیرہ عنایت فرما کر تمام خلق پر افضل کیا- حُسنِ ظاہر بھی دیا، حُسنِ باطن بھی، نسبِ عالی بھی، نبوت بھی، کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی، شفاعت بھی، حوضِ کوثر بھی، مقامِ محمود بھی، کثرتِ امت بھی، اعداءِ دین پر غلبہ بھی، کثرتِ فتوح بھی اور بے

[19](روح المعانی، ج:15، جز:30، ص:286)

[20](تفسیر مدارک، زیر آیت سورۃ الکوثر:3)

شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی انتہاء نہیں-اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

إِنَّآ أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

ساری کثرت پاتے یہ ہیں

اب کون ہے جو ان بے شمار اور بے انتہاء فضائل اور خوبیوں کا شمار کر سکے-کوثر کثیر سے مبالغہ کا صیغہ ہے کوثر کے معنیٰ حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) وغیرہ اور آئمہ تفسیر سے "خیر کثیر" منقول ہے-

کثیر کی ضد قلیل ہے-اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً"[21]

"بہت سی قلیل جماعتیں کثیر جماعتوں پہ غالب آئیں"-

قرآن مجید کے اس مقام سے یہ واضح ہوا کہ قلیل کا متضاد کثیر ہے-اور یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ دنیا کا سازو سامان قلیل ہے یعنی اشیائے خوردنی، ذرائع آمد و رفت، غرض یہ کہ حیوانات، نباتات، جمادات، اربوں کھربوں چیزیں ہیں جو دنیا کا سازو سامان ہیں جو ہمارے شمار سے باہر ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سب کو قلیل فرمایا ہے کثیر نہیں-اللہ جل شانہ نے جو فضائل و کمالات نعمتیں اور خوبیاں اپنے حبیب مکرم (ﷺ) کو عطا فرمائیں ہیں وہ قلیل بھی نہیں ہیں، وہ کثیر بھی نہیں ہیں بلکہ کوثر ہیں یعنی کثیر در کثیر ہیں-جب رب اکبر کے ہاں کا قلیل بھی ہمارے شمار سے افزوں تر ہے پھر اس کے ہاں کا کثیر اور پھر کثیر در کثیر اور پھر کوثر، تو اس کا شمار کون کر سکتا ہے؟ اس کا کون حصر کر سکتا ہے؟ کس کی طاقت کہ اُس کا احصار اور احاطہ کرے- لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور پاک (ﷺ) کے فضائل کی کوئی حد نہیں ہے-

لفظ کوثر کی تفسیر احادیثِ رسول (ﷺ) سے:

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) کی روایت میں ہے کہ جب آقا کریم (ﷺ) نے فرمایا کہ ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے اور پھر آقا کریم (ﷺ) نے سورۃ الکوثر کی تلاوت فرمائی اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے پوچھا:

"أَتَدْرُوْنَ مَا الْكَوْثَرُ؟"

"کیا تم جانتے ہو کوثر کیا ہے؟"-

صحابہ کرام نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں-آپ (ﷺ) نے فرمایا: وہ ایک نہر ہے جس کا میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے، اس پر بہت بھلائی ہے اور وہ ایک حوض ہے جس پر قیامت کے دن میری امت پانی پینے کے لیے آئے گی، اس کے برتن ستاروں کی تعداد میں ہیں"-[22]

"عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَ: سَأَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ [الکوثر:1] قَالَتْ: نَهَرٌ أُعْطِيَهُ نَبِيُّكُمْ (ﷺ) شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُجَوَّفٌ آنِيَتُهُ كَعَدَدِ النُّجُوْمِ"[23]

"حضرت ابو عبیدہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ" یعنی "ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا ہے" کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ یہ (کوثر) ایک نہر ہے جو تمہارے حضور نبی کریم (ﷺ) کو بخشی گئی ہے، اس کے دو کنارے ہیں جن پر خولدار موتیوں کے ڈیرے ہیں-اس کے آبخورے ستاروں کی طرح ان گنت ہیں"-

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ (ﷺ): بَيْنَا أَنَا أَسِيْرُ فِي الْجَنَّةِ إِذا أَنا بِنهر حافتاه الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَ رَبُّكَ فَإِذَا طِيْنُهُ مِسْكٌ أذفر (رَوَاهُ الْبُخَارِيّ)[24]

"حضرت انس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: "(معراج کی رات) میں جنت میں چل رہا تھا کہ اچانک میں ایک نہر پر پہنچا، اس کے دونوں کناروں پر خول دار موتیوں کے گنبد تھے، میں نے کہا:

---

[21](البقرۃ:249)

[22](صحیح مسلم، رقم الحدیث:894)

[23](صحیح البخاری، رقم الحدیث:4965)

[24](مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث:5566)

جبریل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ کوثر ہے، جو آپ کے رب نے آپ کو عطا فرمائی ہے، میں نے دیکھا کہ اس کی مٹی اعلیٰ خوشبو والی کستوری تھی"۔

"عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: قَالَ لِي مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ: مَا سَمِعْتَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَذْكُرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْكَوْثَرِ، فَقُلْتُ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هٰذَا الْخَيْرُ الْكَثِيرُ، فَقَالَ مُحَارِبٌ: سُبْحَانَ اللهِ مَا أَقَلَّ مَا يَسْقُطُ لِابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلٌ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ لَمَّا أُنْزِلَتْ {إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ} قَالَ رَسُولُ اللهِ (ﷺ): (هُوَ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ حَافَتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ، يَجْرِي عَلَى جَنَادِلِ الدُّرِّ وَ الْيَاقُوتِ، شَرَابُهُ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ، وَأَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ، وَأَطْيَبُ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ) قَالَ: صَدَقَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذَا وَاللهِ الْخَيْرُ الْكَثِيرُ"[25]

"عطاء بن سائب کہتے ہیں: محارب بن دثار نے مجھ سے کہا: تم نے سعید بن جبیر سے کوثر کے بارے میں سیدنا ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کی کوئی بات سنی ہے؟ انہوں نے کہا: جی انہوں نے فرمایا ہے کہ کوثر سے مراد خیر کثیر ہے، محارب نے کہا: سبحان اللہ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کی بات معتبر ہی ہوتی ہے، میں نے سیدنا ابن عمر (رضی اللہ عنہما) کو کہتے ہوئے سنا، انہوں نے کہا: جب "إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ" نازل ہوئی، تو حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا: یہ جنت میں ایک نہر ہے، اس کے کنارے سونے کے ہیں، یہ موتیوں اور یاقوت کی نالیوں میں بہتی ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری کی خوشبو سے زیادہ مہک والا ہے- سیدنا ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے بالکل سچ کہا، اللہ کی قسم! یہ بہت زیادہ خیر اور بھلائی ہے"-

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ (ﷺ) بَيْنَا أَنَا أَسِيرُ فِي الْجَنَّةِ إِذْ عُرِضَ لِي نَهَرٌ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ، قُلْتُ لِلْمَلَكِ: مَا هَذَا؟ قَالَ: هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَهُ اللهُ، قَالَ: ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَى طِينَةٍ فَاسْتَخْرَجَ مِسْكًا، ثُمَّ رُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى، فَرَأَيْتُ عِنْدَهَا نُورًا عَظِيمًا. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ.[26]

"حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: "میں جنت میں چل رہا تھا کہ اچانک میرے سامنے ایک نہر پیش کی گئی جس کے دونوں کناروں پر موتی کے گنبد بنے ہوئے تھے، میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہی وہ کوثر ہے جو اللہ نے آپ کو دی ہے- پھر انہوں نے اپنا ہاتھ مٹی تک ڈال دیا، نکالا تو وہ مشک کی طرح مہک رہی تھی، پھر میرے سامنے سدرۃ المنتہیٰ لا کر پیش کی گئی، میں نے وہاں بہت زیادہ نور (نور عظیم) دیکھا"- امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے، یہ حدیث کئی اور سندوں سے بھی حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے آئی ہے-

لفظ کوثر کی تفسیر میں مفسرین کرام کے اقوال:

امام قرطبی "تفسیر قرطبی" میں لفظِ کوثر کی تفسیر میں مختلف اقوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

- أَنَّ الْكَوْثَرَ النُّبُوَّةُ وَالْكِتَابُ، قَالَهُ عِكْرِمَةُ

عکرمہ نے کہا: کوثر سے مراد نبوت اور کتاب ہے-

- الْقُرْآنُ، قَالَهُ الْحَسَنُ

حسن بصری نے کہا: کوثر سے مراد قرآن ہے-

- الْإِسْلَامُ، حَكَاهُ الْمُغِيرَةُ

المغیرہ نے کہا: کوثر سے مراد اسلام ہے-

- هُوَ كَثْرَةُ الْأَصْحَابِ وَالْأُمَّةِ وَالْأَشْيَاعِ، قَالَهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ

ابو بکر بن عیاش نے کہا: کوثر سے مراد آپ کے اصحاب، آپ کی امت اور آپ (ﷺ) کے متبعین کی کثرت ہے-

[25] (مسند احمد، رقم الحدیث: 8843)

[26] (سنن ترمذی، رقم الحدیث: 3360)

❖ تَیۡسِیرُ الۡقُرۡآنِ وَتَخۡفِیفُ الشَّرَائِعِ، قَالَهُ الۡحُسَیۡنُ بۡنُ الۡفَضۡلِ

الحسین بن الفضل نے کہا: کوثر سے مراد قرآن کو آسان کرنا اور احکام شرعیہ میں تخفیف ہے۔

❖ أَنَّهُ الۡإِیثَارُ، قَالَهُ ابۡنُ کَیۡسَانَ

ابن کیسان نے کہا: کوثر سے مراد ایثار ہے۔

❖ أَنَّهُ رِفۡعَةُ الذِّکۡرِ. حَکَاهُ الۡمَاوَرۡدِیُّ

الماوردی نے کہا: کوثر سے مراد آپ (ﷺ) کے ذکر کی بلندی ہے۔

❖ أَنَّهُ نُورٌ فِی قَلۡبِكَ دَلَّكَ عَلَیَّ، وَقَطَعَكَ عَمَّا سِوَایَ

کوثر سے مراد آپ (ﷺ) کے دل کا وہ نور ہے جس نے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے منقطع کر دیا ہے۔

❖ هُوَ الشَّفَاعَةُ

کوثر سے مراد شفاعت ہے۔

❖ وَقِیلَ: مُعۡجِزَاتُ الرَّبِّ هُدِیَ بِهَا أَهۡلُ الإجابة لدعوتك، حكاه الثَّعۡلَبِیُّ

الثعلبی نے کہا: کوثر سے مراد آپ (ﷺ) کے معجزات ہیں جن سے آپ کی امت کو ہدایت حاصل ہوئی۔

❖ قَالَ هِلَالُ بۡنُ یَسَافٍ: هُوَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ

ہلال بن یساف نے کہا: کوثر سے مراد 'لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' (ﷺ) ہے۔[27]

امام فخر الدین رازی ''تفسیر کبیر'' میں کوثر کی تفسیر میں مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

❖ الۡکَوۡثَرُ أَوۡلَادُهُ

کوثر سے مراد آپ (ﷺ) کی اولادِ اطہار ہے۔ یعنی اہل بیت ہے

❖ الۡکَوۡثَرُ عُلَمَاءُ أُمَّتِهِ

کوثر سے مراد علمائے امت ہیں

❖ إِنَّهُ حَوۡضٌ

کوثر سے مراد حوضِ کوثر ہے

❖ أَنَّ الۡمُرَادَ مِنَ الۡکَوۡثَرِ جَمِیعُ نِعَمِ اللهِ عَلَی مُحَمَّدٍ عَلَیۡهِ السَّلَامُ.

بے شک کوثر سے مراد حضور نبی کریم (ﷺ) پر ہونے والی تمام نعمتیں مراد ہیں۔

❖ الۡکَوۡثَرَ الۡفَضَائِلُ الۡکَثِیرَةُ الَّتِی فِیهِ، فَإِنَّهُ بِاتِّفَاقِ الۡأُمَّةِ أَفۡضَلُ مِنۡ جَمِیعِ الۡأَنۡبِیَاءِ،

کوثر سے مراد ذاتِ مصطفیٰ (ﷺ) میں پائے جانے والے کثیر فضائل ہیں اور اس پر امت کا اتفاق ہے کہ آپ (ﷺ) تمام انبیاء سے افضل ہیں۔

❖ أَنَّهُ الۡعِلۡمُ

کوثر سے مراد علم مصطفیٰ (ﷺ) ہے

❖ الۡکَوۡثَرُ هُوَ الۡمَقَامُ الۡمَحۡمُودُ

کوثر سے مراد مقامِ محمود ہے

❖ أَنَّ الۡمُرَادَ مِنَ الۡکَوۡثَرِ هُوَ هَذِهِ السُّورَةُ

کوثر سے مراد یہی سورت سورۃ الکوثر ہے

سورۃ الکوثر میں صوفیانہ نکات:

امام فخر الدین رازی ''تفسیر کبیر'' میں سورۃ الکوثر کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

''اس سورت کے لطائف میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سالکوں کے تین درجات ہیں:

سب سے پہلا درجہ یہ ہے کہ ان کے دل اور ارواح اللہ کے نور جلال میں مستغرق ہوتے ہیں۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ وہ طاعات اور عبادات بدنیہ میں مصروف ہوتے ہیں۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ وہ اس مقام پر ہیں کہ نفس کو لذات حسیہ اور شہوات عاجلہ سے روکنے والے ہیں

''إِنَّا أَعۡطَیۡنَاكَ الۡکَوۡثَرَ'' مقام اول کی طرف اشارہ ہے وہ یوں کہ آپ (ﷺ) کی روح مقدس باقی ارواح بشریہ کی نسبت، کمیت اور کیفیت میں ممتاز ہے۔۔ کمیت میں اس

[27](الجامع لاحکام القرآن، جز:20، ص:194)

لیے کہ وہ تمام مقدمات میں آگے ہے اور کیفیت میں اس لیے کہ مقدمات سے نتائج کی طرف تمام ارواح سے جلدی منتقل ہونے والی ہے۔

"فَصَلِّ لِرَبِّكَ" دوسرے مرتبے کی طرف اشارہ ہے

"وَانْحَرْ" تیسرے مرتبے کی طرف۔ کیونکہ نفس کو لذات عاجلہ سے روکنا یہ نحر اور ذبح کا درجہ ہی رکھتا ہے۔ پھر فرمایا "إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ" جس کا مفہوم یہ ہے وہ نفس جو تمہیں ان محسوسات اور شہوات عاجلہ کی دعوت دیتا ہے وہ سب کی سب فنا ہونے والی ہیں اور آپ کے رب کے ہاں باقیات صالحات ہی بہتر ہیں اور وہ سعادات روحانیہ اور معارف ربانیہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت امام احمد رضا خان قادری (رحمۃ اللہ علیہ) "فتاویٰ رضویہ" فرماتے ہیں:

"عاص بن وائل شقی نے جو صاحبزادہ سید المرسلین کے انتقال پر ملال پر حضور (ﷺ) کو ابتر یعنی نسل بریدہ کہا حق جل وعلا نے فرمایا۔ "إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ" بیشک ہم نے تمہیں خیر کثیر عطا فرمائی، کہ اولاد سے نام چلنے کو تمہاری رفعت ذکر سے کیا نسبت۔ کروڑوں صاحب اولاد گزرے ہیں جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا اور تمہاری ثناء کا ڈنکا تو قیام قیامت تک اکناف عالم واطراف جہاں میں بجے گا اور تمہارے نام نامی کا خطبہ ہمیشہ ہمیشہ اطباق فلک آفاق، زمین میں پڑھا جائے گا۔ پھر اولاد بھی تمہیں وہ نفیس وطیب عطا ہو گی جس کی بقا سے بقائے عالم مربوط رہے گی۔ اس کے سوا تمام مسلمان تمہارے بال بچے ہیں اور تم سا مہربان ان کیلیے کوئی نہیں بلکہ حقیقت کار کو نظر کیجئے تو تمام عالم تمہاری اولاد معنوی ہے کہ تم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا اور تمہارے ہی نور سے سب کی آفرینش ہوئی۔ اسی لیے جب ابو البشر آدم تمہیں یاد کرتے ہیں تو یوں کہتے ہیں (یا ابنی صورۃ و ابی معنی)[28] اے میرے ظاہر بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ۔ پھر آخرت میں جو تمہیں ملنا ہے اس کا حال تو خدا ہی جانے۔ جب اس کی یہ عنایت بے غایت تم پر مبذول ہو تو تم ان اشقیاء کی زبان درازی پر کیوں ملول ہو بلکہ "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" رب کے شکر میں نماز پڑھو اور قربانی کرو "إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ" جو تمہارا دشمن ہے وہی نسل بریدہ ہے کہ جن بیٹوں پر انہیں ناز ہے یعنی عمرو وہشام (رضی اللہ عنہما) وہی اس کے دشمن ہو جائیں گے اور تمہارے دین میں آکر بوجہ اختلاف دین اس کی نسل جدا ہو کر تمہارے دینی بیٹوں میں شمار کیے جائیں گے۔ پھر آدمی بے نسل ہوتا ہے تو یہی سہی کہ نام نہ چلتا اس سے نام بد کا باقی رہنا ہزار درجہ بدتر ہے۔ تمہارے دشمن کا ناپاک نام ہمیشہ بدی ونفرین کے ساتھ لیا جائے گا اور روز قیامت ان گستاخیوں کی پوری سزا پایگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ"[29]

خلاصہ کلام:

سورۃ الکوثر اپنے تمام معانی اور مفاہیم کے ساتھ آقا کریم حضور خاتم النبیین رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ (ﷺ) کی رفعت وبلندی اور شان وعظمت کا ایک عظیم پہلو ہے۔ لمحہ بہ لمحہ اور لحظہ بہ لحظہ آپ (ﷺ) کے درجات وفضائل بڑھتے جا رہے ہیں جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی [30]

"اور بے شک (ہر) بعد کی گھڑی آپ کے لیے پہلی سے بہتر (یعنی باعثِ عظمت ورفعت) ہے"۔

اس لئے یہ بجا فرمایا گیا ہے:

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

"آپ (ﷺ) کی ثنا کا حق ادا کرنا ممکن ہی نہیں قصہ مختصر یہ کہ خدا کے بعد آپ (ﷺ) ہی بزرگ ہیں"۔

☆☆☆

[28] (المدخل لابن الحاج فصل فی مولد النبی (ﷺ)، ج:1، ص:34 دار الکتب العربی بیروت)

[29] (فتاویٰ رضویہ، ج:30، ص:167-168)

[30] (والضحیٰ:4)

پچھلے مضمون میں فرضیتِ حج، فضیلتِ حج، شرائطِ حج، اقسامِ حج، مواقیتِ حج، احرام، حج بدل اور حج کے باطنی پہلو کے حوالے سے چند معروضات پیش کیں اس مضمون میں اللہ عزوجل کی توفیق سے فرائضِ حج، واجباتِ حج، سننِ حج، ممنوعاتِ حج اور طریقۂ حج کے بارے میں لکھنے کی کوشش کرتے ہیں:

حج کی شرائط و فرائض:

مختلف فتاوٰی جات، عالمگیری، رضویہ اور دیگر کتبِ فقہ میں مذکور حج کی شرائط و فرائض کا خلاصہ درج ذیل ہے:

1. اِحرام باندھنا، یہ شرط ہے
2. وقوفِ عرفہ: یعنی نویں ذوالحجہ کے غروب آفتاب سے دسویں کی صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے کسی وقت مقامِ ''عرفات'' میں ٹھہرنا
3. طوافِ زیارت: طواف کے سات پھیروں میں سے کم از کم چار پھیرے مکمل کرنا- یہ دونوں چیزیں یعنی وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت حج کے رکن ہیں-
4. نیت: ارادہ باندھنا
5. ترتیب: یعنی پہلے احرام باندھنا پھر عرفہ میں ٹھہرنا پھر طوافِ زیارت، ہر فرض کا بالترتیب اپنے وقت پر ادا کرنا
6. مکان: یعنی وقوف عرفہ، میدانِ عرفات میں نویں ذی الحجہ کو ٹھہرنا سوائے بطنِ عرفہ کے (یہ حرم ایک نالہ ہے جو مسجد نمرہ کے مغرب کی طرف یعنی کعبہ معظمہ کی طرف واقع ہے- یہاں وقوف جائز نہیں) اور مسجد الحرام کا طواف کرنا-
7. ہر فرض کا اپنے وقت پر ہونا-

نوٹ: بعض علماء نے سعی کو بھی حج کے فرائض میں شمار کیا ہے-

حج کے واجبات:

فتاوٰی رضویہ میں مذکور واجبات کی تفصیل درج ذیل ہے:

- میقات سے احرام باندھنا، یعنی میقات سے بغیر احرام نہ گزرنا اور اگر میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لیا تو جائز ہے-
- صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اس کو سعی کہتے ہیں
- سعی کو صفا سے شروع کرنا اور اگر مروہ سے شروع کی تو پہلا پھیرا شمار نہ کیا جائے، اس کا اعادہ کرے-
- اگر عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرنا، سعی کا طواف معتدبہ کے بعد یعنی کم سے کم چار پھیروں کے بعد ہونا-
- دن میں وقوف کیا تو اتنی دیر تک وقوف کرے کہ آفتاب ڈوب جائے خواہ آفتاب ڈھلتے ہی شروع کیا ہو یا بعد میں غرض غروب تک وقوف میں مشغول رہے اور اگر رات میں وقوف کیا تو اس کے لیے کسی خاص حد تک وقوف کرنا واجب نہیں مگر وہ اس واجب کا تارک ہوا کہ دن میں غروب تک وقوف کرتا-
- وقوف میں رات کا کچھ جز آجانا
- عرفات سے واپسی میں امام کی متابعت کرنا یعنی جب تک امام وہاں سے نہ نکلے یہ بھی نہ چلے، ہاں اگر امام نے وقت سے تاخیر کی تو اسے امام کے پہلے چلا جانا جائز ہے اور اگر بھیڑ وغیرہ کسی ضرورت سے امام کے چلے جانے کے بعد ٹھہر گیا ساتھ نہ گیا جب بھی جائز ہے-
- مزدلفہ میں ٹھہرنا-

❖ مغرب وعشاء کی نماز کا وقت عشاء میں مزدلفہ میں آکر پڑھنا۔

❖ تینوں جمروں پر دسویں، گیارہویں، بارہویں تینوں دن کنکریاں مارنا یعنی دسویں کو صرف جمرۃ العقبہ پر اور گیارہویں بارھویں کو تینوں پر رمی کرنا۔

❖ جمرہ عقبہ کی رمی پہلے دن حلق سے پہلے ہونا۔

❖ ہر روز کی رمی کا اسی دن ہونا۔

❖ سر مونڈانا یا بال کتروانا۔

❖ ایام نحر (سر مونڈانا یا بال کتروانا) حرم شریف میں ہونا اگرچہ منٰی میں نہ ہو۔

❖ قران اور تمتع والے کو قربانی کرنا

❖ قربانی کا حرم اور ایام نحر میں ہونا۔

❖ طواف افاضہ کا اکثر حصہ ایام نحر میں ہونا۔عرفات سے واپسی کے بعد جو طواف کیا جاتا ہے اس کا نام طواف افاضہ ہے اور اسے طواف زیارت بھی کہتے ہیں۔طواف زیارت کے اکثر حصہ سے جتنا زائد ہے یعنی تین پھیرے ایام نحر کے غیر میں بھی ہو سکتا ہے۔

❖ طواف حطیم کے باہر سے ہونا۔

❖ دہنی طرف سے طواف کرنا یعنی کعبہ معظمہ طواف کرنے والے کی بائیں جانب ہو۔

❖ عذر نہ ہو تو پاؤں سے چلنا لازم ہے اور طواف نفل اگر گھسٹتے ہوئے شروع کیا تو ہو جائے گا مگر افضل یہ ہے کہ چل کر طواف کرے۔

❖ طواف کرنے میں نجاست حکمیہ سے پاک ہونا، یعنی جنب وبے وضو نہ ہونا، اگر بے وضو یا جنابت میں طواف کیا تو اعادہ کرے۔

❖ طواف کرتے وقت ستر چھپا ہونا یعنی اگر ایک عضو کی چوتھائی یا اس سے زیادہ حصہ کھلا رہا تو دم واجب ہو گا اور چند جگہ سے کھلا رہا تو جمع کریں گے، غرض نماز میں ستر کھلنے سے جہاں نماز فاسد ہوتی ہے یہاں دم واجب ہو گا۔

❖ طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا، نہ پڑھی تو دم واجب نہیں۔

❖ کنکریاں پھینکنے اور ذبح اور سر منڈانے اور طواف میں ترتیب یعنی پہلے کنکریاں پھینکنے، پھر غیر مفرد قربانی کرے، پھر سر منڈوائے، پھر طواف کرے۔

❖ طواف صدر یعنی میقات سے باہر کے رہنے والوں کیلیے رخصت کا طواف کرنا۔اگر حج کرنے والی حیض یا نفاس سے ہے اور طہارت سے پہلے قافلہ روانہ ہو جائے گا تو اس پر طواف رخصت نہیں۔

❖ وقوف عرفہ کے بعد سر منڈانے تک جماع نہ ہونا۔

❖ احرام کے ممنوعات، مثلاً سلا کپڑا پہننے اور منہ یا سر چھپانے سے بچنا۔[1]

مسئلہ:

حج کے فرائض میں سے اگر کوئی ایک فرض چھوٹ جائے تو حج صحیح نہیں ہو گا جس کی تلافی دم سے بھی ممکن نہیں۔اگر واجبات میں سے کوئی ایک واجب چھوٹ جائے تو حج صحیح ہو جائے گا مگر دَم لازم آتا ہے خواہ قصداً ترک کیا ہو یا سہواً خطا کے طور پر ہو یا نسیان کے، وہ شخص اس کا واجب ہونا جانتا ہو یا نہیں، ہاں اگر قصداً کرے اور جانتا بھی ہے تو گنہگار بھی ہے مگر واجب کے ترک سے حج باطل نہ ہو گا، البتہ بعض واجب کا اس حکم سے اِستثنا ہے کہ ترک پر دَم لازم نہیں، مثلاً طواف کے بعد کی دونوں رکعتیں یا کسی عذر کی وجہ سے سر نہ منڈانا یا مغرب کی نماز کا عشا تک مؤخر نہ کرنا یا کسی واجب کا ترک، ایسے عذر سے ہو جس کو شرع نے معتبر رکھا ہو یعنی وہاں اجازت دی ہو اور کفارہ ساقط کر دیا ہو۔

حج کی سنتیں:

❖ طواف قدوم یعنی میقات کے باہر سے آنے والا مکہ مکرمہ میں حاضر ہو کر سب میں پہلا جو طواف کرے اسے

[1] احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، ج:10، ص:789

طواف قدوم کہتے ہیں- طواف قدوم مفرد اور قارن کے لیے سنت ہے، متمتع کے لیے نہیں-

- طواف کا حجر اسود سے شروع کرنا-
- طواف قدوم یا طواف فرض میں رمل کرنا-
- صفا و مروہ کے درمیان جو دو میل اخضر ہیں، ان کے درمیان دوڑنا-
- امام کا مکہ میں ساتویں کو اور
- عرفات میں نویں کو اور
- منٰی میں گیارہویں کو خطبہ پڑھنا-
- آٹھویں کی فجر کے بعد مکہ سے روانہ ہونا کہ منٰی میں پانچ نمازیں پڑھ لی جائیں-
- نویں رات منٰی میں گزارنا
- آفتاب نکلنے کے بعد منٰی سے عرفات کو روانہ ہونا
- وقوف عرفہ کے لیے غسل کرنا-
- عرفات سے واپسی میں مزدلفہ میں رات قیام کرنا-
- آفتاب نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے منٰی کو چلے جانا-
- دس اور گیارہ کے بعد دونوں راتیں منٰی میں گزارنا-
- ابطح یعنی وادی محصب میں اترنا-[2]

احرام میں ممنوع کام:

حج کے دوران حالتِ احرام میں جن کاموں سے منع کیا گیا ہے ان کی تفصیل اور خلاصہ بیان کرتے ہوئے علامہ سید غلام رسول سعیدی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

- محرم جماع کرنے سے یا اپنی بیوی سے جماع کا ذکر کرنے سے احتراز کرے گا اپنی بیوی کو شہوت سے نہیں چھوئے گا نہ بوسہ دے گا-
- کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں کرے گا-
- کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں کرے گا-
- خشکی کے جانوروں کو شکار نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف اشارہ کرے گا، نہ ان کی طرف رہنمائی کرے گا-
- قصداً یا بلا قصد خوشبو نہیں لگائے گا (خوشبو کا سونگھنا مکروہ ہے، خوشبو دار صابن سے نہانا یا شیمپو استعمال کرنا جائز نہیں) اگر خوشبو دار چیز پکی ہوئی تھی تو حرج نہیں، اگر کچی ہو اور دوسری چیز سے مخلوط ہو اور خوشبو مغلوب ہو تو جائز ہے اگر غالب ہو تو جائز نہیں، اگر بعینہ خوشبو دار چیز کھائی تو اس پر دم ہے-
- ناخن نہ کاٹے-
- چہرے کو نہیں ڈھانپے گا، چہرے کا بعض حصہ مثلاً منہ یا ٹھوڑی کو ہتھیلی سے نہیں ڈھانپے گا-
- سر کو نہیں ڈھانپے گا-
- داڑھی کو نہیں کاٹے گا، سر میں تیل نہیں ڈالے گا نہ بالوں میں خضاب لگائے گا، نہ ہاتھوں پر مہندی لگائے گا
- سر کے بال یا بدن کے بال نہیں منڈائے گا-
- سلے ہوئے کپڑے نہیں پہنے گا-
- عمامہ یا ٹوپی نہیں پہنے گا-
- چمڑے کے موزے نہیں پہنے گا البتہ اگر ان کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دیا جائے تو پنڈلیاں اور ٹخنے کھلے رہیں تو جائز ہے (ایسی چپل پہن سکتا ہے جس سے وسط قدم چھپا ہوا ہو اور ٹخنے کھلے ہوئے ہو- سیدی رسول اللہ (ﷺ) کا ارشاد مبارک ہے کہ موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کر پہن سکتا ہے) جرابیں پہننا جائز نہیں کیونکہ ان سے ٹخنے چھپ جاتے ہیں-
- جس کپڑے کو ایسی چیز سے رنگا گیا ہو جس سے رنگنے کے بعد خوشبو آئے مثلاً زعفران اور ورس وغیرہ اس کو نہ پہنے-
- مکہ مکرمہ کے کسی درخت کو نہ کاٹے-[3]

حج ادا کرنے کا مختصر طریقہ

آخر میں ادائیگی حج کی مکمل تفصیل اور طریقہ جاننے کیلئے علامہ شرنبلالی، حسن بن عمار، کی درسِ نظامی میں پڑھائی جانے والی کتاب نور الایضاح کے باب: ”كتاب الحج فصل فی كيفية تركيب افعال الحج“ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے- یہاں اس کا خلاصہ لکھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

1- یوم الترویہ (حج کا پہلا دن- 8 ذی الحجہ)

[2] عظمی، امجد علی، صدر الشریعہ، بہار شریعت (لاہور: ممتاز اکیڈمی، باب، حج کا بیان، ج:1، ص:592)

[3] (سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن الطبع السادس (لاہور، پاکستان، فرید بک سٹال) رجب:1426ھ، ج:1، ص:1، ص:759-760)

غسل، احرام، طوافِ قدوم اور منیٰ روانگی:

اس روز صبح سویرے اٹھ کر غسل کریں یا وضو کا اہتمام کریں اور مسنون طریقے سے احرام باندھ کر دو رکعت نفل ادا کریں حج کی نیت کرتے ہوئے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں یہ دعا عرض کرے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ"

"یا اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں اسے میرے لیے آسان کردے اور میری طرف سے قبول فرما"۔

نماز کے بعد حج کی نیت سے تلبیہ کہو اور وہ یہ ہے:

"لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ"

"یا اللہ عزوجل! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور ملک بھی، تیرا کوئی شریک نہیں"۔

منیٰ کو روانہ ہونے سے قبل طواف قدوم (آنے کا طواف) کریں۔طواف قدوم کے بعد منیٰ کو روانہ ہو جائیں، منی میں قیام کرکے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور 9 ذی الحجہ کی نماز فجر ادا کریں۔منی میں یہ پانچوں نمازیں ادا کرنا اور آج کی رات منی میں گزارنا سنت ہے بہتر ہے کہ رات کو بھی تلبیہ، استغفار، بارگاہِ خیر الانام میں ہدیہ درود و سلام و دیگر دعائیں پڑھتے رہیں۔

2-یوم عرفہ (حج کا دوسرا دن-9ذی الحجہ)

یہ مغفرت کا دن بھی کہلاتا ہے اسی دن حج کا رکن اعظم (وقوفِ عرفات) ادا کیا جائے گا۔اسی دن کو صبح تلبیہ پڑھتے ہوئے منیٰ سے عرفات کے لئے روانہ ہو جائیں۔دوپہر ڈھلتے ہی کوشش کریں کہ مسجد نمرہ جائیں اور نماز (ظہر اور عصر اکٹھی) مسجد نمرہ میں جاکر ادا کریں۔کوشش کریں کہ قبلہ رو ہو کر غروب آفتاب تک اللہ رب العزت کی بارگاہ اقدس میں ہاتھ پھیلائے ہوئے تکبیر و تہلیل، ذکر، دعا و استغفار میں مشغول رہے اور بالخصوص حضور تاجدارِ کائنات سیدی رسول اللہ (ﷺ) کی بارگاہ مبارک میں ہدیہ درُود شریف پیش کرنا ہر گزنہ بھولیں۔غروب آفتاب کے بعد تلبیہ پڑھتے ہوئے عرفات سے مزدلفہ روانہ ہو جائیں۔مگر امام سے قبل میدان عرفات سے نہ نکلیں، مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نمازیں

عشاء کے وقت میں ادا کریں، رات مزدلفہ میں گزاریں، جب آپ میدان مزدلفہ میں پہنچیں گے تو اس میدان کی آخری حد پر نظر آنے والے پہاڑ (جسے مشعر حرام کہتے ہیں) کے آس پاس ٹھہریں وگرنہ مزدلفہ کی حدود میں جہاں جگہ مل جائے ٹھہر جائیں اور کوشش کریں کہ پوری رات اپنے رب کریم کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے ہوئے تکبیر و تہلیل، ذکر، دعا و استغفار میں گزرے اور سیدی رسول اللہ (ﷺ) کی بارگاہ مبارک میں ہدیہ درود شریف پیش کریں۔

3-یوم نحر (حج کا تیسرا دن-10ذی الحجہ)

یہ عید الاضحیٰ کا دن ہے، عام لوگ اس دن نمازِ عید کے بعد قربانی ادا کرتے ہیں مگر مناسک حج کی اہمیت کی وجہ سے حاجی نماز عید سے مستثنٰی ہوتے ہیں۔اس روز کی مصروفیات کی تفصیل کچھ یوں ہے:

وقوف مزدلفہ اور منیٰ کی طرف روانگی

10 ذی الحجہ کو نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک مزدلفہ میں وقوف لازمی ہے۔جب طلوع آفتاب میں دو رکعت پڑھنے کا وقت رہ جائے تو مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہونا چاہئے۔منیٰ میں رَمی کیلئے کنکریاں مزدلفہ ہی سے اٹھاکر محفوظ کرلیں تاکہ وہاں کوئی پریشانی نہ ہو۔

جمرہ عقبہ (بڑے شیطان) پر پہلی رمی اور فریضہ قربانی

منیٰ پہنچ کر سب سے پہلے جمرہ عقبہ پر سات کنکریوں کی رمی کریں۔یہ رمی طلوع شمس سے غروب شمس تک کسی وقت بھی کی جاسکتی ہے۔ہر کنکری پھینکتے وقت زبان سے یہ الفاظ ادا کریں۔

"بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَرۡ رَغۡمًا لِلشَّیۡطَانِ"

"اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو سب سے بڑا ہے تاکہ شیطان ذلیل ہو"۔

رمی سے فارغ ہو کر سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) اور سیدنا اسماعیل (علیہ السلام) کی سنت مبارکہ (قربانی) ادا کریں۔

حلق یا تقصیر

قربانی کے بعد قبلہ رو بیٹھ کر مرد حلق (سر منڈوانا) یا تقصیر (بال کتروانا) کروائیں لیکن حلق، تقصیر کی نسبت زیادہ افضل ہے کیونکہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِلۡمُحَلِّقِیۡنَ"

"اے اللہ سر منڈوانے والوں کو بخش دے"۔

سر منڈواتے وقت مسنون یہ ہے کہ دائیں جانب سے پہلے منڈوائیں اور اگر بال کتروانے ہوں تو انگلی کے پور کے برابر کتروائیں۔ عورتیں انگلی کی ایک پور کے برابر بال کتروائیں۔ مرد اور خواتین اپنے بالوں کو دفن کر دیں۔

احرام اتارنا اور حج کی سعی

قربانی، حلق و تقصیر اور احرام کھولنے کے بعد طواف زیارت کیلئے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوں۔ طواف زیارت حج کا دوسرا اہم رکن ہے جب طواف زیارت کر لیا تو اب احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو گئیں۔

طواف زیارت کے بعد آپ روز مرہ کے لباس میں صفاو مروہ کی سعی کریں گے۔ حج کی سعی کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھیں۔ ان امور کی انجام دہی کے بعد آپ اللہ رب العزت کی بارگاہِ بے نیاز میں سجدہِ شکر بجالائیں کہ اس ذاتِ اقدس نے حج جیسی سعادت عظمٰی سے نوازا ہے۔

ایام رمی (حج کا چوتھا، پانچواں اور چھٹا دن- 11، 12، 13 ذی الحجہ)

حج کے چوتھے اور پانچویں دن، 11 اور 12 ذی الحجہ کو منیٰ میں قیام کر کے تینوں جمرات پر زوال کے بعد سات سات کنکریاں ماریں۔

طواف وداع

جب واپسی کا ارادہ ہو تو طواف وداع بجالائیں مگر اس میں رمل ہے نہ سعی اور نہ ہی اضطباع، پھر دو رکعت مقام ابراہیم (علیہ السلام) پر پڑھ کر زم زم پر آئیں اپنے ہاتھ سے پانی لیں اور قبلہ رو ہو کر خوب سیر ہو کر پئیں۔ ہر سانس میں نظریں اٹھا کر اللہ کے پیارے گھر کو بھی تکتے رہیں۔ اپنے جسم، سر اور منہ پر بھی پانی لگائیں۔ سیدنا حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) آب زم زم نوش فرماتے وقت یوں دعا مانگتے تھے:

"اَللّٰھُمَّ اَسۡأَلُكَ عِلۡمًا نَافِعًا وَّرِزۡقًا وَّاسِعًا وَّ شِفَاءً مِنۡ كُلِّ دَاءٍ"

"اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والے علم اور کشادہ روزی اور ہر بیماری سے شفاء کا طالب ہوں"۔

حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"زم زم کا پانی ہر اس مقصد کے لیے ہے جس کے لیے پیا جائے"۔

لَبَّیۡكَ اللّٰھُمَّ لَبَّیۡكَ لَبَّیۡكَ لَا شَرِیۡكَ لَكَ لَبَّیۡكَ
إِنَّ الۡحَمۡدَ وَالنِّعۡمَةَ لَكَ وَالۡمُلۡكُ لَا شَرِیۡكَ لَكَ

زم زم سے فارغ ہونے کے بعد مقام ملتزم پر آئیں۔ باب کعبہ پر کھڑے ہو کر بوسہ دیں۔ خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر پیکرِ عجز و انکساری بن کر یہ دعا مانگیں:

"اَللّٰھُمَّ إِنَّ ھٰذَا بَیۡتُكَ الَّذِیۡ جَعَلۡتَهٗ مُبَارَكًا وَّ ھُدًی لِّلۡعَالَمِیۡنَ اَللّٰھُمَّ كَمَا ھَدَیۡتَنِیۡ لَهٗ فَتَقَبَّلۡ مِنِّیۡ، وَلَا تَجۡعَلۡ ھٰذَا آخِرَ الۡعَهۡدِ مِنۡ بَیۡتِكَ وَارۡزُقۡنِی الۡعَوۡدَ إِلَیۡهِ حَتّٰی تَرۡضٰی عَنِّیۡ بِرَحۡمَتِكَ یَا أَرۡحَمَ الرّٰحِمِیۡنَ"

"یا اللہ! یہ تیرا گھر ہے جسے تو نے مبارک اور تمام جہان والوں کے لیے ہدایت بنایا۔ یا اللہ! جس طرح تو نے مجھے اس کی طرف ہدایت عطا فرمائی اسے میری طرف سے قبول بھی فرما اسے اپنے گھر کی آخری حاضری نہ بنا اور مجھے دوبارہ آنے کی توفیق عطا فرما یہاں تک کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے میں تیری رحمت کا سہارا لیتا ہوں اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے"۔

☆☆☆

شیخ الاسلام امام جمال الدین زیلعی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ

مفتی محمد صدیق خان قادری

نام ونسب:

آپ کا نام عبد اللہ، کنیت ابو محمد اور لقب جمال الدین ہے اور نسب نامہ کچھ یوں ہے عبد اللہ بن یوسف بن محمد بن ایوب بن موسیٰ۔[1] آپ کے نام میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض نے والد کا نام عبد اللہ اور ان کا نام یوسف ذکر کیا ہے۔[2]

ولادت ووطن:

امام زیلعی کی ولادت کے سن کا تذکرہ تو نہیں ملتا مگر ان کا وطن زیلع ہے۔یہ ایک ایسا گاؤں ہے جو بحر حبشہ کے ساحل پر ایک بندر گاہ کی صورت میں ہے۔اس گاؤں کو دوسرے اکابر علماء فن کا وطن ہونے کا اعزاز بھی ہے۔امام فخر الدین زیلعی جو کہ شارح کنز ہیں ان کا وطن بھی یہی سر زمین ہے۔[3]

اساتذہ وشیوخ:

امام صاحب نے بڑے نامور آئمہ فن سے اکتسابِ علم کیا جن علماء و محدثین سے آپ نے شرفِ تلمذ حاصل کیا ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

ابن عقیل، شہاب احمد بن محمد بن فتوح تجیبی، شہاب احمد بن محمد بن قیس الانصاری، محمد بن احمد بن عثمان، جلال الدین علی بن عبد الوہاب الجریری، تقی الدین بن عبد الرزاق لخمی، تاج الدین محمد بن عثمان، جمال الدین عبد اللہ بن احمد بوری، ابو محمد فخر الدین عثمان بن علی شارح کنز، قاضی علاؤ الدین بن ترکمانی۔[4]

علمی مقام ومرتبہ:

امام جمال الدین زیلعی ایک باکمال علمی شخصیت تھے آپ کا شمار نامور علماء محدثین اور فقہاء میں ہوتا ہے۔اصحاب سیر نے نہ صرف ان کے علمی کمالات کا اعتراف کیا ہے بلکہ انہوں نے آپ کو" الامام الحافظ، الشیخ الامام البارع، المحدث، العلامہ" جیسے القابات سے نوازا ہے۔وہ حدیث میں ایک نامور اور باکمال شخصیت تھے یہی وجہ ہے کہ علمائے فن نے امام زیلعی کے حفظ وضبط اور ثقاہت واتقان کو بہت سراہا ہے۔فن حدیث کی طلب وتحصیل اور ہدایہ وکشاف کی حدیثوں کی تخریج سے ان کے علمی تبحر، وسعتِ نظر حدیث میں کثرتِ اشتغال کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

وہ حدیثوں کے متون ومطالب کی طرح ان کے طرق و اسناد پر بھی اچھی نظر رکھتے تھے اور فن جرح وتعدیل اور اسماء الرجال کے ماہر تھے۔اس پر ان کی تخریج شاہد ہے یہی وجہ ہے کہ مولانا عبد الحیی لکھنوی "الفوائد البھیه" میں آپ کے علمی کمال کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"و تخريج شاهد على تبحره في فن الحديث و اسماء الرجال و وسعة نظره في فروع الحديث الى الكمال"[5]

"زیلعی کی تخریج ان کے فن حدیث اور اسماء الرجال میں ان کے تبحر اور حدیث کی جزئیات وفروع میں ان کی وسعتِ نظر پر شاہد ہے"۔

---

[1] (لحظ الالحاظ بذیل طبقات الحفاظ، ج:1، ص:88)

[2] (الرسالہ المستطرفہ، ج:1، ص:186)

[3] (ایضاً)

[4] (لحظ الالحاظ بذیل طبقات الحفاظ، ج:1، ص:88)

[5] (الفوائد البھیہ، ص:95)

اسی چیز کے پیش نظر علامہ سیوطی نے مصر کے حفاظِ حدیث اور نقادانِ فن میں ان کا ذکر کیا ہے۔

امام زیلعی اصلاً حدیث و فقہ میں زیادہ ممتاز تھے مگر دوسرے علوم سے بھی ان کی دلچسپی کم نہ تھی وہ دوسرے علوم میں بھی بڑی مہارت رکھتے تھے۔

علامہ ابو المحاسن جمال الدین اپنی کتاب ''النجوم الزاہرہ'' میں ارشاد فرماتے ہیں:

"وكان فاضلا بارعا في الفقه والاصول و الحديث والنحو والعربيه وغير ذالك"[5]

''وہ فقہ، اصول، حدیث، نحو اور دیگر عربی علوم میں فاضل اور کامل تھے''۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کے علمی اشتغال و انہماک کا ذکر تمام اربابِ سیر نے کیا ہے۔

فقہی مہارت:

امام جمال الدین زیلعی نہ صرف ایک عظیم محدث تھے بلکہ فقہ میں بھی ایک نمایاں مقام رکھتے تھے۔وہ مسلکاً حنفی تھے ان کا شمار آئمہ احناف میں ہوتا ہے۔اسی بناپر وہ حنفی کی نسبت سے بھی مشہور ہیں۔اصحابِ سیر نے ان کی فقہی بصیرت کا اعتراف کیا ہے۔

علامہ خیر الدین زرکلی فرماتے ہیں:

"هو فقيه عالم بالحديث"[6]

''وہ فقیہ اور حدیث کے عالم تھے''۔

علامہ عبد الحیی لکھنوی ان کے فقہی مقام کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"كان من اعلام العلماء و برع في الفقه و الحديث"[7]

''وہ علماء کے سرداروں میں سے تھے۔آپ فقہ اور حدیث میں کامل تھے''۔

[5](النجوم الزاہرہ، ج:11، ص:10)

[6](الاعلام، ج:4، ص:147)

آپ کی فقاہت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ نصب الرایہ کے مقدمے میں یہ بات مذکور ہے۔

"ان الشيخ ابن الهمام كل ماذكره في فتح القدير من ادلة مذهبنا مستفاد من تخريج الامام الزيلعي"[8]

''شیخ ابن ہمام نے ہدایہ کی شرح ''الفتح القدیر'' میں حنفی مذہب کے جو دلائل تحریر کئے ہیں وہ زیادہ تر زیلعی کی تخریج سے مستفاد ہیں''۔

علامہ ابن فہد ان کو الفقیہ الامام کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔آپ کی تخریج سے بھی آپ کے فقہی کمال اور علمی جلالت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

اخلاق وعادات:

آپ بڑے اچھے اخلاق و عادات کے مالک تھے۔طبیعت میں نرمی، مروت اور شرافت تھی۔اس لئے دوسرے مسلک کے لوگوں کے لئے بھی ان کے قلب میں نہ صرف گنجائش تھی بلکہ وہ ان سے میل جول بھی رکھتے تھے۔تواضع اور خاکساری کا یہ حال تھا کہ اپنے سے کمتر درجہ کے لوگوں کے ساتھ مل کر حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کرنے میں ان کو کوئی عار محسوس نہیں ہوتی تھی۔انصاف پسندی کا یہ عالم تھا کہ حدیثوں کی شرح و توجیہ اور ان کے مباحث و مسائل کی تحقیق میں فقہی اور مسلکی عصبیت کو بالکل خاطر میں نہیں لاتے تھے آپ نہایت حق گو اور انصاف پسند تھے۔ہر باب میں اپنے مذہب کے مخالفین کے دلائل بھی نہایت فراخ دلی سے بیان کرتے ہیں ان کو جو کچھ معلوم ہوتا تھا بغیر کسی تردد کے نقل کر دیتے تھے۔اپنی اسی شرافت، حسن و اخلاق، میانہ روی اور عدل پسندی کی وجہ سے ہر طبقہ و مسلک کے لوگوں میں بہت مقبول اور ہر دلعزیز تھے۔

[7](الفوائد البہیہ، ص:95)

[8](مقدمہ نصب الرایہ، ص:36)

علمی کمال کی طرح عبادت وریاضت اور تقویٰ میں بھی ممتاز تھے- کہا جاتا ہے کہ وہ مشائخ صوفیاء میں سے تھے عبادت وریاضت اور مجاہدات سے بڑا شغف رکھتے تھے اور ان کا دل رذائل سے پاک صاف تھا-[10]

تصنیفات:

امام زیلعی محدث و فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نامور مصنف بھی تھے ان کی چند کتابوں کے بارے معلوم ہو سکا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

- ❖ مختصر معانی الآثار: یہ امام طحاوی کی مشہور اور بے نظیر کتاب معانی الآثار کا مختصر ہے-
- ❖ تخریج احادیث الکشاف: اس میں علامہ زمخشری کی مشہور تفسیر کشاف کی حدیثوں اور آثار کی تخریج کی گئی ہے- لیکن ابو عبد اللہ محمد بن ابی الفیض الکتانی فرماتے ہیں:

"لکنه فاته کثیر من الاحادیث المرفوعة التی یذکرها الزمخشری بطریق الاشارة ولم یتعرض"[11]

"لیکن بہت ساری احادیث مرفوعہ ایسی تھیں جن کا علامہ زمخشری نے بطریق اشارہ ذکر کیا تھا وہ ان سے رہ گئیں اور انہوں نے اس کا تعرض نہیں کیا"-

اس کمی کے باوجود علامہ ابن حجر عسقلانی اس کے استیعاب کے نہ صرف معترف ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ مرفوع حدیثوں کی تخریج اور ان کے اسناد و طرق کی وضاحت میں خصوصیت سے اہتمام کیا گیا ہے اور نہایت دقتِ نظر سے کام لیا گیا ہے- پھر علامہ ابن حجر نے امام زیلعی کی تخریج احادیث الکشاف کا ملخص تیار کیا جس کا نام الکافی الشاف فی تخریج احادیث الکشاف رکھا- اس میں علامہ ابن حجر نے وہ تمام احادیث مرفوعہ اور آثار موقوفہ درج کر دیے جن کو علامہ زمخشری نے بطریق اشارہ ذکر کیا تھا اور امام زیلعی نے ان کی تخریج نہیں کی تھی-[12]

- ❖ نصب الرایه فی تخریج احادیث الهدایه: یہ امام زیلعی کی بڑی مفید اور مشہور کتاب ہے اگر انہوں نے کوئی اور کتاب نہ بھی لکھی ہوتی تو تنہا یہ کتاب ہی ان کے فضل و کمال اور شہرت و مقبولیت کے لئے کافی تھی- اس میں انہوں نے فقہ حنفی کی مشہور اور معرکۃ الآرا کتاب الہدایہ کی حدیثوں کی تخریج کی ہے اس کی بعض نمایاں اور اہم خصوصیات یہ ہیں:

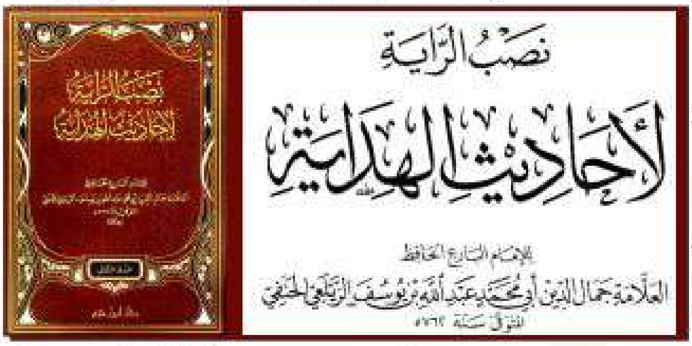

1- یہ ہدایہ کی سب سے اہم اور پہلی تخریج ہے اس کی اس سے عمدہ اور بہتر کوئی تخریج نہیں لکھی گئی لہٰذا اس کو ہدایہ کی تمام تخریجات میں اولیت کا شرف حاصل ہے. بعض لوگوں نے علاؤ الدین ترکمانی جو امام زیلعی سے پہلے گزرے ہیں ان کی بھی ایک تخریج ہدایہ کا ذکر کیا گیا ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے- انہوں نے ہدایہ کی تخریج کی بجائے اس کی شرح اور خلاصہ لکھا تھا- البتہ ان کے ہم عصر حافظ عبد القادر قرشی صاحب جواہر مضیہ کی تخریج کا ثبوت ملتا ہے مگر یہ تو نہ متداول ہے اور نہ اس کا کوئی مکمل نسخہ موجود ہے- علاوہ ازیں قرشی کا طبقہ زیلعی سے متاخر ہے اس لئے ان کی تخریج بھی زیلعی کے بعد لکھی گئی ہو گی اسی طرح حافظ ابن حجر کا زمانہ بھی زیلعی کے بعد کا ہے ان کی کتاب الدرایہ دراصل نصب الرایہ کا ملخص ہے-

2- یہ تخریج لکھ کر مصنف نے جس طرح حنفی مذہب کی عظیم الشان خدمت انجام دی ہے اسی طرح دوسرے فقہی مذاہب کی بھی غیر معمولی خدمت سر انجام دی ہے کیونکہ اس تخریج میں انہوں نے صرف حنفی مسلک اور اس کے دلائل بیان کرنے ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دوسرے آئمہ کے

---

[10] (تذکرۃ المحدثین، ج:2، ص:248)
[11] (الرسالۃ المستطرفہ، ج:1، ص:186)
[12] (ایضا)

مذاہب اور ان کے دلائل، تخریجات، تفریعات بھی تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں۔

اس اعتبار سے یہ محض حنفی مذہب و مسلک ہی کا عمدہ اور بیش قیمت ذخیرہ نہیں ہے بلکہ اس کی حیثیت دائرۃ المعارف اور انسائیکلوپیڈیا کی ہے جس میں تمام آئمہ مجتہدین وفقہائے امصار کے مسالک و دلائل کی مکمل تفصیل موجود ہے۔

امام زیلعی نے جہاں اس میں حنفی آئمہ کی امہات کتب سے معلومات و مسائل نقل کئے ہیں وہیں شوافع میں امام بیہقی، امام نووی اور ابن دقیق العید مالکیہ میں ابن عبد البر اور حنابلہ میں ابن جوزی اور ابن عبد الہادی وغیرہ اساطین مذہب کی کتابوں کے مباحث و مندرجات کا بھی منتخب حصہ شامل کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ علمائے احناف کی طرح دوسرے مذاہب کے علما بھی اس سے نقل و استفادہ کر رہے ہیں۔

3-اس میں فقہ و حدیث اور رجال کی اکثر کتابوں کے مباحث و مطالب درج ہیں اس لئے اس کو دیکھنے کے بعد ان کتابوں کی احتیاج باقی نہیں رہتی-متعدد ایسی کتابوں کے مندرجات بھی جمع کئے گئے ہیں جو اب نایاب اور معدوم ہیں۔

4-احکامی احادیث و روایات کے لحاظ سے یہ بے نظیر کتاب ہے علاوہ ازیں حدیثوں سے مستنبط مسائل اور فقہی فوائد و مطالب پر مصنف نے بڑی عالمانہ گفتگو کی ہے اور بحث و تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔

5-اس کی اہم خصوصیت امام صاحب کی انصاف پسندی اور غیر جانبداری ہے ان کا اصل مقصد ہدایہ کی حدیثوں کی تخریج اور حنفیہ کے نقطۂ نظر کے دلائل و شواہد پیش کرنا ہے مگر انہوں نے دوسرے فقہی مذاہب اور آئمہ مجتہدین کے اقوال و دلائل بھی نہایت دیانتداری کے ساتھ بیان کئے ہیں نہ کسی طرح کی عصبیت اور جانبداری سے کام لیا ہے اور نہ ہی اپنے مذہب و مسلک کی بے جا حمایت اور تائید کی ہے۔

صرف فقہی حیثیت سے ہی اس کتاب کی اہمیت نہیں ہے بلکہ یہ حدیث نبوی (ﷺ) کی بھی نہایت مفید اور عظیم الشان خدمت ہے کیونکہ یہ حدیث کے مباحث و مطالب، متون و اسناد اور اصول حدیث کے بعض مسائل پر نادر تحقیقات اور پُر مغز معلومات کا بھی ایک خزانہ ہے چنانچہ حدیثوں کی صحت و عدم صحت اور اسناد و رجال کی قوت و ضعف کا اس سے مکمل اندازہ ہو جاتا ہے کیونکہ امام صاحب نے یہ تصریح کر دی ہے کہ اس سند میں فلاں راوی مجروح یا متکلم فیہ ہے-اسی طرح اگر کسی حدیث کے ہم معنی دوسری حدیثیں بھی ہوتی ہیں تو وہ ان کو بھی مع سند و متن ذکر کر دیتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ جرح و تعدیل کے موضوع پر آئمہ فن اور علم رجال و اسناد کے ماہرین کے اقوال کا ایک عظیم الشان ذخیرہ ہے-اگر ان بحثوں کو اکٹھا کر لیا جائے تو یہ فن جرح تعدیل کا ایک ضخیم مجموعہ بن جائے گا۔

7-اس کتاب سے حدیثوں کے ماخذ و مرجع کا علم ہو جاتا ہے کیونکہ زیلعی نے ہر ہر حدیث کے بارے یہ تحریر کر دیا ہے کہ اس کو کس محدث نے اپنی کس کتاب میں نقل کیا ہے۔

ان تمام خصوصیات کو مد نظر رکھتے ہوئے نہ صرف نصب الرایہ کی اہمیت و افادیت کا پتہ چلتا ہے بلکہ امام زیلعی کے علمی تبحر و شان کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے- در حقیقت یہ کتاب فقہ و حدیث، اصول حدیث اور رجال کا ایسا مفید اور مستند ذخیرہ ہے جس کے مطالعہ سے کوئی محدث و فقیہ بے نیاز نہیں رہ سکتا۔[13]

وفات:

آپ کا وصال 762ھ میں قاہرہ میں ہوا اور وہیں آپ کی تدفین کی گئی۔[14]

☆☆☆

[13] (تذکرۃ المحدثین، ج:2، ص:249-252)

[14] (الدرر الکامنۃ، ج:3، ص:95)

عبادت کا حقیقی مفہوم

فکرِ حضرت سلطان باھوؒ کی روشنی میں

حافظ محمد شہباز عزیز

اللہ ربّ العزت نے انسان کو عبث و بے مقصد تخلیق نہیں فرمایا بلکہ اُسے عظمت و تکریم کا درجہ دے کر اشرف المخلوق اور اپنے نائب کی حیثیت سے دنیا میں بھیجا تاکہ وہ اپنے انسانی کمالات و اوصاف کا جہانِ فانی و عارضی میں مشاہدہ و پریکٹیکل کرے، خدا کی نشانیوں میں فکر و تدبر کرتے ہوئے یہ حقیقت جاننے کی سعی کرے کہ ارض و سماء کی تمام نعمتیں انسان کیلئے تخلیق کی گئی ہیں لیکن انسان کی تخلیق کا مقصد کل مخلوقات و موجودات سے برتر ہے جو فقط اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی اور اطاعت و محبت سے عبارت ہے-[1] اس عظیم مقصد کی تبلیغ کیلئے بتقاضائے وقت ہر اُمّت میں انبیاء و رُسل (علیہم السلام) جیسی برگزیدہ ہستیاں کائنات میں مبعوث کی گئیں جو وحی خداوندی کے تحت انسان کو توحیدِ الٰہی کی دعوت دیتی رہیں اور شعورِ انسانی میں یہ عقیدہ راسخ کیا کہ معبود برحق صرف خالقِ کائنات حیٌّ قیّوم کی ذات مُطلق ہے جسے ہر عظمت اور سروری زیبا ہے اسی کی عبادت کرو اور نفس و شیطان کی ہرگز پیروی نہ کرو[2] تاکہ ہمہ تن تقاضائے عبدیت کا حق ادا کیا جا سکے- ابوالبشر سیدنا آدم (علیہ السلام) سے لے کر خاتم المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک توحیدِ الٰہی کے پیغام کی ترویج کا یہ سلسلہ یونہی پیہم چلتا رہا- بابِ نبوت ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بند ہوا تو انسانیت کی فلاح و اصلاح اور توحیدِ حق کے پرچار کی یہ عظیم ڈیوٹی اصحاب عظّام، آئمہ و مجتہدین، سلف صالحین اور اولیائے کرام کو سونپی گئی جن کی تعلیمات قرآن کریم و سنتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی روح کے مطابق خلق خدا کی صحیح سمت (صراطِ مستقیم) کی جانب راہنمائی کرتی اور انسان کو خدا کا حقیقی بندہ بننے کا عملی درس دیتی ہیں- یہ تعلیمات اپنی روح میں لافانی اور مقصدیت میں آفاقی نوعیت کی ہیں جو دینِ مبین کے ہر پہلو کا مفصّل احاطہ کرتی ہیں-

یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ تمام ادیانِ عالم کی طرح اسلام میں بھی عقائد کے بعد عبادات کو اوّلین حیثیت حاصل ہے جن پر دینِ اسلام کی عمارت قائم ہے اور جو ہر مسلمان مومن کے ایمان کی اساس ہے- اسلام میں عبادت کا وسیع مقام و مفہوم ہے جس کے بیان کیلئے دفتر کے دفتر قلیل ہیں-

عبادت بندے اور خدا کے مابین تعلق کا بنیادی سبب ہے اور یہ ایک ایسا موضوع ہے جس کی گہرائی اور لطافتوں سے آشنائی کیلئے کمالِ علم و دانش کے ساتھ ساتھ خود حقیقی بندگی میں بھی پختہ اور عالی مرتبت ہونا پڑتا ہے- جس سے عبدیت کے تقاضوں میں ابہام باقی نہیں رہتا اور بندہ درجہ بدرجہ بندگیٔ خدا میں کامل ہوتا چلا جاتا ہے-

عبادت و بندگی کی تعریف:

ماہرینِ لغت اور اہلِ علم و دانش نے عبادت کی مختلف تعریفات بیان کی ہیں:

---

[1] (ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں“- یہ بھی حقیت ہے کہ نہ صرف جن و انس بلکہ کل مخلوقات یہاں تک کہ کائنات کا ہر ذرہ بھی تکوینی اور غیر اختیاری طور پر اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد و ثنا بیان کرتا ہے- جیسا کہ سورۃ بنی اسرائیل میں ارشادِ ربانی ہے: ”اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوتی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے (آیت 44)- ان فرامینِ قرآنی سے معلوم ہوا کہ تخلیق اور عبادت بلاواسطہ ایک دوسرے سے جڑے ہیں)

[2] (اور ہم نے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے اجتناب کرو (النحل:36) اسی طرح ایک اور مقام پر فرمانِ الٰہی ہے ”اور ہم نے آپ سے پہلے جس کو بھی رسول بنا کر بھیجا اس کی طرف ہم یہی وحی کرتے تھے کہ بے شک میرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں سو تم میری عبادت کرو“- (الانبیاء:25)

- ❖ عبادت کے لفظ کی اصل وہی ہے جو عبد (بندہ، غلام) کی ہے-اس کا ترجمہ ”بندگی کرنا“ اور ”بندہ بننا“ کے طور پر کیا جاسکتا ہے-اللہ تعالیٰ کی عبادت کا مطلب ہے اس کی بندگی کرنا اور اس کے کہے پر چلنا، اس کا حکم بجالانا-[3]
- ❖ علامہ جوہری نے ”الصحاح“ میں لکھا ہے: عبودیت کی اصل خضوع اور ذلت ہے، عبادت کا معنی ہے: اطاعت کرنا اور تعبد کا معنی ہے: تنسك (فرمانبرداری کرنا)-[4]
- ❖ علامہ ابنِ منظور افریقی لکھتے ہیں: لغت میں عبادت کا معنی ہے خضوع (تواضع اور عاجزی) کے ساتھ اطاعت کرنا-[5]

اکابر مفسرین و آئمہ کرام نے ”اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ“ کی تفسیر میں عبادت کی تعریف کیلئے ”غایت الخضوع و التذلل“ جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں-چند اقوال ملاحظہ ہوں:

تفسیر الخازن میں لکھا ہے کہ:

”عبادت کا معنیٰ ہے: اپنے آپ کو انتہائی عاجزی کے ساتھ جھکا دینا اور مکمل طور پر پست کر دینا-بندہ کو عبد اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اپنے مولیٰ کے آگے بچھا ہوتا ہے اور اسی کا فرمانبردار ہوتا ہے-بعض علماء فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی تعظیم کی خاطر جس فعل کے ذریعے فرض کو ادا کیا جائے وہ عبادت ہے-لہٰذا جب کوئی بندہ ”ایاك نعبد“ کہتا ہے تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے میں تیری ذات کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتا“-

امام فخر الدین الرازی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

”عبادت، عاجزی اور انکساری کی بلند ترین کیفیت سے عبارت ہے“-[6]

محی السنۃ امام بغوی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

”عبادت عاجزی اور انکساری کے ساتھ اطاعت بجالانے کا نام ہے“-[7]

امام ابنِ کثیر (رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہے کہ:

”شریعت کی رو سے عبادت محبت و تعظیم اور خوف کی انتہائی حالتوں کا مجموعہ ہے“-[8]

اسی طرح امام راغب اصفہانی (رحمۃ اللہ علیہ) بیان کرتے ہیں کہ:

”عبودیت (بندگی) سے مراد عاجزی اور انکساری کا اظہار ہے لیکن عبادت کا درجہ اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ عبادت عاجزی کی انتہائی کیفیت کا نام ہے“-[9]

عبادت فقط کسی ایک عمل تک محدود و یا مشروط نہیں ہے[10] بلکہ اس میں تمام قولی، فعلی، جسمانی اور روحانی پہلو شامل ہیں-وسیع معنوں میں بات کریں تو ہر عمل اور قول و فعل جو رضائے الٰہی و خوشنودی الٰہی کا سبب بنے وہ عبادت کے زمرے میں آتا ہے-محبت و اتباعِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں اخلاص، خلقِ خدا کی خدمت، انسانیت کا احترام، بندگانِ خدا پر شفقت، والدین سے حسنِ سلوک، الغرض تمام حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بطریقِ احسن انجام دہی عبادت ہی کا حصہ ہے-

عبادت کی اقسام بیان کرتے ہوئے مفتی احمد یار خان نعیمی رقم طراز ہیں:

”عبادت بہت سی قسم کی ہے-نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ بلکہ یوں سمجھو کہ جو جائز کام بھی رب کو راضی کرنے کی نیت سے کیا جائے وہ عبادت ہے-یہاں تک کہ آدمی رب کو راضی کرنے کیلئے اپنے بچوں کو پالے تو یہ بھی عبادت ہے اور ان میں ثواب ملتا ہے“-

عبادت و بندگی کا سادہ سا مفہوم یہ ہے کہ ہر وہ کام جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے منع فرمایا ہے اس سے رک جانا اور بارگاہِ الٰہی و بارگاہِ محبوب مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کام کرنے کا حکم ہو دل و جان سے اس پر عمل کرنا-بالفاظِ دیگر ”اطیعو اللہ

[3](اسلام اپنی نگاہ میں، ساچیکو مراتا / ولیم سی چیٹک، ص:478)

[4](تبیان القرآن، جلد:1، ص:178)

[5](ایضاً)

[6](رازی، التفسیر الکبیر، جلد:1، ص:242)

[7](بغوی، معالم التنزیل، جلد:1، ص:41)

[8](ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد:1، ص:25)

[9](راغب اصفہانی، المفردات، ص:542)

[10](لیکن عبادت کا حقیقی مفہوم اور تصور بعض لوگوں نے خلط ملط کر دیا ہے اور عبادت کو محض چند ظاہری رسومات تک محدود کر دیا ہے-عبادت کے ایسے شارحین اور معترضین پر ایک الگ تفصیلی بحث ہے جو ہمارے موضوع کا حصہ نہیں لیکن قارئین کیلئے یہ جاننا لازم ہے کہ ایسے عقلیت پرست (Ultrarational) عناصر کی پرکھ لازمی رکھیے جو حساس دینی و اعتقادی معاملات میں بھی عوام النّاس کے قلوب و اذہان میں تشکیک و ابہام کا بیج بوتے ہیں-شقاوتِ قلبی کا واضح ثبوت دیتے یہ لوگ دین کی پیچیدگیوں، دین کی گہرائیوں اور روحِ دین سے کوئی سروکار نہیں رکھتے بلکہ یہ محض اپنی عقلِ ناقص کی بندگی کرتے ہوئے نہ صرف عبادت و بندگی بلکہ کئی دیگر اہم مذہبی پہلوؤں کا کلی مفہوم محض عقلی دلیل سے طے کرتے ہیں)

و اطیعوالرسول" کے عین مطابق خود کو عملاً ڈھال لینا عبادت ہے۔

قرآن مجید اور احادیث نبوی (ﷺ) میں عبادت کی تلقین:

قرآن حکیم اصول دین کا بنیادی ماخذ ہے جس میں ہدایت کا لاریب راستہ موجود ہے اور جو حیات انسانی کے ہر پہلو میں کامل رہنمائی کی طرح عقائد و عبادات کا بھی بحر بے پایاں ہے۔اسی طرح حضور نبی مکرّم (ﷺ) کی ذات گرامی کو کائنات میں رضائے الٰہی کا سب سے بڑا وسیلہ اور منہج بنا کر مبعوث فرما گیا ہے جن کی سیرت طیبہ سے عبادت و بندگی کے ایسے اصولی زاویے متعین ہوتے ہیں جن سے روحِ عبادت تک رسائی نصیب ہوتی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ (ﷺ) کی ذات بابرکات ہر مسلمان کیلئے عبادت اور اطاعت و اتباعِ الٰہی کے افضل نمونہ کے طور پر ہمارے سامنے موجود ہے جو کثرت عبادت میں تمام عابدین، زاہدین اور متقین سے بڑھ کر ہے بلکہ یہ صرف خاصہ خاصان رُسل (ﷺ) ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اتباع کو آپ (ﷺ) کی اتباع سے مشروط کر دیا (سورۃ العمران میں صریحاً مذکور ہے) جس سے ثابت ہوا کہ عبادتِ الٰہی میں اس وقت تک اوج کمال تک رسائی ممکن ہی نہیں جب تک خود کو اتباعِ رسول (ﷺ) میں خالص و پختہ نہ کیا جائے۔آقا پاک (ﷺ) عبادت الٰہی میں کاملیت و ذوق کے اس مقام پر فائز ہیں (جس سے عبادت کی اہمیت و حقانیت کا بھی درس ملتا ہے) کہ مقامِ محبوبیت پر پہنچ کر بھی آپ (ﷺ) نے عبادت ترک نہیں فرمائی بلکہ یہ فرمانِ عالیشان لبِ قدسیہ پر آیا کہ کیا میں رب کا شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں؟۔تو عملِ مصطفےٰ (ﷺ) سے یہ نکتہ وا ہوا کہ بندہ کسی بھی حال میں حق بندگی کی حجت سے فارغ نہیں ہو سکتا کیونکہ عبادت و بندگی کے سفر میں اس قدر حقیقی و روحانی لطف و سرور ہے کہ آدمی عبادت سے کبھی دستبردار نہ ہو۔[11]

عبادت و بندگی کی اہمیت و ضرورت اور تلقین سے متعلق چند آیاتِ مبارکہ اور ارشاداتِ نبوی (ﷺ) برکت کیلئے نقل کر دیے ہیں:

"اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو، جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا، اس امید پر کہ تم متقی (پرہیز گار) بن جاؤ"۔[12]

"بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں تو آپ میری عبادت کیجئے اور میری یاد کیلئے نماز قائم کیجئے"۔[13]

"اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور نیکی کے کام کرو تاکہ تم کامیاب ہو"۔[14]

1۔حضرت معاذ (رضی اللہ عنہ) ایک روایت میں بیان کرتے ہیں:

"میں حضور نبی کریم (ﷺ) کے پیچھے عفیر نامی دراز گوش پر سوار تھا کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا: اے معاذ کیا تمہیں معلوم ہے کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (ﷺ) بہتر جانتے ہیں۔آپ (ﷺ) نے فرمایا: بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا حق یہ ہے کہ جو شخص شرک نہ کرے وہ اسے عذاب نہ دے"۔[15]

2۔حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ:

"جب رسول اللہ (ﷺ) نے حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا: تم ایسی قوم کی طرف جا رہے ہو جو اہلِ کتاب ہیں۔پس سب سے پہلے انہیں حق عبادت کی دعوت دینا جب انہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت ہو جائے تو

---

[11] (بقول اقبالؒ "مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی" کہ اگر عبادت کی حقیقی لذّت (معرفت و قربِ الٰہی کے حصول کی تگ و دو) اور عبادت میں استقامت نصیب ہو جائے تو آدمی کسی بھی قیمت پر عبادت جیسی عظیم نعمت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا، یہاں تک کہ وہ عبادت میں "شانِ خداوندی" یعنی بادشاہت کی طلب کی بجائے اللہ تعالیٰ کے عشق و معرفت میں دائمی سوز کی آرزو کرتا ہے)

[12] (البقرۃ:21)

[13] (طٰہٰ:14)

[14] (الانبیاء:77)

[15] (کلید التوحید کلاں، ص:631)

انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے روزانہ دن رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں''۔[16]

3- حضرت ابو امامہ (رضی اللہ عنہ) ایک روایت میں بیان کرتے ہیں کہ:

''رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا جو نوجوان بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پروان چڑھتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ننانوے صدیقین کا ثواب عطا فرماتا ہے''۔[17]

عبادت و بندگی کا صوفیانہ اسلوب اور نقطہ نظر:

صوفیائے کاملین نے بندے اور خدا کے مابین تعلق (اطاعت و بندگی) کے کئی تصورات، جہات اور اسالیب پر بات کی ہے جس کا تمام تر ماٰخذ اور ستنباط و استدلال قرآن کریم اور سیرتِ تاجدارِ انبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔[18] صوفیائے کرام کے نزدیک تمام عبادات و ریاضات کا مقصود اور محرک خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا، معرفت اور محبّت الٰہی ہے۔ یہی تصوف و روحانیت کا نصب العین اور صوفیاء کا طریقِ تربیت ہے کہ ہر اس شئے سے دامن بچا کے رکھا جائے جس کی خواہش و جستجو انسان جیسی اشرف مخلوق کو زیبا نہیں اور جو عبادت کی روح (ذاتِ حق) کے حصول میں طالب و سالک کیلئے حجاب بن کر اس کی نظریں دنیا و مافیہا، عقبیٰ کی نعمتوں، حور و قصور کے فریب، حصولِ جنت اور عذابِ دوزخ سے نجات تک محدود کر دے۔ طالبانِ دنیا و عقبیٰ کی عبادت کا مقصودِ واحد یہی ہوتا ہے کہ عاقبت سنور جائے اور جنت مل جائے بس، جبکہ اس کے برعکس اہل اللہ و عشّاقِ باری تعالیٰ صرف رضائے الٰہی کیلئے عبادت کرتے ہیں کیونکہ وہ صرف حقیقتِ مطلق کے دیدار کی طلب و جستجو کرتے ہیں اس لیے انہیں نہ جنت کی طمع ہوتی اور نہ جہنم کا خوف کیونکہ ان کے نزدیک ''اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس''[19] ہے اور وہ محض حصولِ جنت کیلئے کی گئی عبادت کو سوداگری میں شمار کرتے ہیں۔

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمۃ اللہ علیہ) (صاحبِ تفسیرِ نعیمی) نے ''اِيَّاكَ نَعْبُدُ'' کی تفسیر بیان کرتے ہوئے اس لطیف پہلو کی طرف توجہ دلائی ہے کہ:

''صوفیاء کرام کے نزدیک وہی عبادت کامل ہے جس میں فقط اللہ کو راضی کرنا منظور ہو اگر جنت لینے کیلئے یا دوزخ سے بچنے کیلئے عبادت کی جائے تو وہ عبادت کیا ہوئی ایک قسم کا بیوپار ہوا، اس لئے فرمایا کہ اے اللہ تیری ہی عبادت کرتے ہیں یعنی ہماری عبادت سے مقصود صرف تیری ذات ہے۔ اسی وجہ سے نماز کی نیت میں کہا جاتا ہے کہ واسطے اللہ کے۔ یہ نہیں کہتے کہ واسطے جنت کے یا واسطے جہنم سے بچنے کے نیز جو شخص جنت کے حاصل کرنے یا دوزخ سے بچنے کیلئے عبادت کرتا ہے وہ اپنی عبادت کا نتیجہ قیامت سے پہلے نہیں دیکھ سکتا کیونکہ جنت و دوزخ کا معاملہ قیامت کے بعد ہے لیکن جو صرف رب کی رضا کیلئے کرتا ہے اس کا مقصد آج ہی سے حاصل ہو گیا۔ لہٰذا یہ نفع میں رہا''۔

اسی طرح صوفیاء کرام جب تعلق باللہ اور تعلق بالرسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا درس دیتے ہیں تو ان کی مراد یہی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور معرفت کیلئے عبادت کی جائے اور اتباعِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنی زندگی کا اوّلین مقصد بنایا جائے جن کی ذات گرامی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ جلیلہ ہے۔

---

[16](صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، جلد:2، رقم الحدیث: 1389)

[17](الطبرانی، المعجم الاوسط، رقم الحدیث:780)

[18](مثلاً صوفیاء و اولیاء اللہ ذکر، فکر و مراقبہ، مجاہدہ و ریاضت، تجلیات و مکاشفات، احوال واردات اور الہام و وجدان جیسی اصطلاحات اور مدارج (جو صوفیانہ اسلوبِ عبادت ہے) کی تعبیر قرآن و سنت کے باطنی گوشوں سے اخذ کرتے ہیں۔ لیکن چشم حق بیں سے محروم (بوجہ حضور رسالتِ مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روحانی تعلق کی کمزوری اور انکارِ وسیلت) جو شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے باطنی پہلو کے مطالعہ کا اشتیاق یا فہم نہیں رکھتے وہ تصوف اور اہلِ تصوف سے متعلق مغالطے کا شکار رہتے ہیں اور محض اپنے علمی خُمار اور ادھوری تحقیق کی بنا پر تصوف کے مذکورہ مراتب و مدارج کو بعید از حقیقت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ خوش فہم یہ لوگ نہیں جانتے کہ تصوف کے در یچے محض قیل و قال سے بہت بلند و بالا ہیں جن میں جھانکنے کیلئے خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روحانی نسبت کو روزنِ دید بنانا پڑتا ہے وگرنہ ظاہری دریچوں سے عبادات کا صرف چھلکا تو مل سکتا ہے لیکن عبادت کے مغز اور مقصود تک رسائی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک ظاہر و باطن دونوں (شریعت و طریقت) پہ عامل و کامل نہ ہو جایا جائے)

[19](اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس، سلطان العارفینؒ کا وہ جملہ ہے جس کی سلیس شرح میں انسانی عقل صرف اتنا کہ سکتی ہے کہ اے بندے! تیرے لیے اللہ ہی بس (کافی) ہے باقی تیری ہر ایک طلب ھویٰ و ہوس (نفسانیت) ہے اس لئے صرف اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت و معرفت طلب کرہی بندگی ہے۔)

اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سلطان العارفین ؒ اپنے پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:

سچا راہ محمد (ﷺ) والا باھو، جیں وچ رب لبھیوے ھو

فکرِ حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) میں عبادت کا تصور

سُلطان العارفین بُرہان الواصلین، مُراد الطالبین و لسان العاشقین حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کے تعارف کیلئے اتنا بیان کرنا کافی ہے کہ دنیا آپؒ کو ”باھو“ کے نام سے جانتی ہے یعنی ہمہ وقت معیتِ خدا اور قرب و وصالِ الٰہی میں فنا اور دائم بندگی مولا میں رہنے والا-[20] فقر و عرفان اور تصوف و روحانیت کے جہان بھر میں ”ھو“ کے چرچے زبان زدِ عام ہیں اور ”ھو“ کے انوار و تجلیات سے انسانیت کے قلوب و ارواح میں معرفتِ الٰہی کی جانب رغبت و شوق کا دیا جلایا جاتا ہے جس کی آتشِ سوزاں کی جانب ہر وہ شخص کھینچا چلا آتا ہے جسے پیغام مصطفےٰ (ﷺ) سے نسبتِ روحانی اور عشقِ الٰہی میں سر کٹانے کا شوق جاودانی ہو-

حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی کتب میں قرآن مجید اور سنت سرور کونین (ﷺ) کی روشنی میں فلسفہ عبادت[21] کو کئی ابعاد سے جوڑ عبادت کے حقیقی مفہوم و مقصود کا نکتہ سمجھایا ہے کہ عبادت کیوں کی جائے؟ کیا فقط جنت کے حصول اور جہنم کی آگ کا ایندھن بننے سے بچنے کیلئے یا پھر کچھ اور؟ عبادت میں بنائے اسلام (کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) کی عملی ضرورت کیا ہے؟ کیا فقط اعمالِ ظاہر (شریعت) پر عمل پیرا ہو کر عبادت کے مغز تک پہنچنا ممکن ہے جب تک شریعت کے باطن تک رسائی حاصل نہ ہو؟ کیا عبدیت کے تقاضوں میں ذات حق کی طلب کے علاوہ کوئی گنجائش باقی رہتی ہے؟ بندۂ نفس و ہوا کو خدا کا بندہ بننے کیلئے کیا عمل اختیار کرنا چاہیے؟ حقیقی عبادت میں زہد و تقویٰ کہاں کھڑا ہے؟ نیز ظاہری و باطنی تقویٰ میں کیا فرق ہے؟ عبادت میں سوداگری اور ریاکاری کی بھرپور نفی کا عمل کیوں ضروری ہے؟ کیا بندے اور خدا کے مابین تعلق میں کسی تیسری چیز کا امکان باقی ہے؟ عبادت میں وحدانیت کے ژرف بیں تک پہنچنے کیلئے یقین کا معیار و مرتبہ کیا ہونا چاہئے؟ ان سوالات کے جوابات فکرِ حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کے بحرِ عمیق میں غوطہ زنی کرنے سے نصیب ہوتے ہیں-

ذیل میں کُتبِ حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) سے عبادت کی حقیقت اور تفہیم سے متعلق بحث کی گئی ہے:

1-انسان کیوں پیدا کیا گیا ہے؟

یہ سوال صدیوں سے مذہب، فلسفہ اور تخلیقیت (Creationism) کی بحث کا حصہ رہا ہے جس پر مفکرین اور دانشوروں کی اپنی اپروچ اور نکتہ نظر ہے- صوفیاء و اہلِ اللہ نے مذکورہ سوال کا جواب اپنے روحانی تجربات و مشاہدات کی بنا پر دیا ہے جو عبادت و بندگی کی ذریعے اللہ تعالیٰ کی معرفتِ کاملہ کا حصول ہے-

حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

”یادر کھ کہ انسان کو عبادت و آزمائش کیلئے پیدا کیا گیا ہے نہ کہ نفس پروری اور دنیوی لذّات و آسائش کیلئے اور نہ ہی حصولِ روزی معاش، عیش و عشرت اور کھانے پینے کیلئے پیدا کیا گیا ہے- اس ہوس کو دل سے نکال دے، یہ شیطانی حجت و حیلہ ہے اِسے چھوڑ دے اور اپنا رُخ معرفتِ مولیٰ کی طرف کر لے“-[22]

---

[20] (آپؒ خود فرماتے ہیں: باھُو نے قربِ ھو (ذاتِ حق) سے لقائے وحدت کا شرف حاصل کیا، کیا تو نہیں جانتا کہ باھو معیتِ خدا سے سرفراز ہے؟ (عقلِ بیدار، ص: 167) مزید آپ لکھتے ہیں: میں خدا کے پاس تھا اور ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہوں کہ یہی توحیدِ مطلق کا تقاضا ہے اور یہی کامل حق ہے- (امیر الکونین، ص:375)

[21] (فکرِ سلطان العارفین ؒ کا ایک ایک گوشہ تشنہ تحقیق ہے- مثلاً صرف زیرِ عنوان موضوع پر ایک ضخیم کتاب تصنیف کی جا سکتی ہے کیونکہ آپؒ نے فلسفہ عبادت کے ذیل میں کئی جزئیات و فروعات پر بحث فرمائی ہے جس کی معتبر و مستند تحقیق کے لئے مہ و سال کی عرق ریزی درکار ہے- آپ کے فلسفہ عبادت کو فقط ایک آرٹیکل میں پوری طرح سمونا خاصا مشکل و دشوار کام ہے- اس لئے اس مضمون میں فکرِ حضرت سلطان باھوؒ کی روشنی میں عبادت کا مفہوم بیان کرنے کی ایک ادنیٰ سی بنیادی کاوش کی گئی ہے-)

[22] (عقلِ بیدار، ص:309)

یہاں آپؒ نے ان لوگوں کو تنبیہ فرمائی ہے جو نفسانی خواہشات ولذّاتِ دنیا میں الجھ کر عبادتِ الٰہی کو ترک کر بیٹھتے ہیں- ایسے لوگوں کو قرآن کریم بھی ”خٰسِرُوْنَ“ (نقصان اٹھانے والے) کہ کر پکارتا ہے-

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

”بندے کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت و معرفت و شناخت کیلئے پیدا کیا ہے- فرمانِ الٰہی ہے: ”میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت (یعنی معرفت و پہچان) کیلئے پیدا کیا ہے“-[23]

انسان کب تک حقِ بندگی کی حجت سے فارغ نہیں ہوتا؟

انسان حقِ بندگی کی حجت سے اُس وقت تک فارغ نہیں ہوتا جب تک کہ کوئی اسے دریائے معرفت توحید کے نورِ حضور میں غرق کر کے اِستغراقِ فنافی اللہ خاص نہیں بخش دیتا“-

2-بے بندگی شرمندگی:

دائمی بندگی اختیار کرنی چاہیے جس سے معرفتِ حق تعالیٰ نصیب ہو:

”بندے کو چاہیے کہ بندگی میں رہے کہ بے بندگی زندگی شرمندگی ہے- وہ دائم بندگی جس میں معرفتِ حق کا اتمام ہو“-[24]

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ”نور الھدیٰ“ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

”دنیا میں تجھے چند روزہ زندگی عطا کی گئی ہے یہ زندگی دائمی بندگی کیلئے ہے اور بندگی اللہ تعالیٰ کی کامل معرفت کا نام ہے“-

جو انسان زندگی کا مقصد بندگی کی بجائے فقط دنیا بنالیتا ہے وہ دونوں جہاں میں شرمندگی وندامت اٹھاتا ہے:

”زندگی بندگی کیلئے ہے بندگی کے بغیر زندگی شرمندگی ہے“-[25]

عبادتِ حق سے کنارہ کشی کرنے والے جانوروں سے بھی بدتر ہیں:

”ترکِ دنیا تمام عبادات کی جڑ ہے اور حبِ دنیا تمام برائیوں کی جڑ ہے“- جو لوگ عبادتِ حق سے کنارہ کش ہو کر خطرات سے پر باطل دنیا سے اخلاص رکھتے ہیں وہ مومن مسلمان کس طرح ہو سکتے ہیں، وہ تو جانوروں سے بھی بدتر ہیں“-[26]

3-یقین دانم دَریں عالم کہ لامعبود الاّھو

حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کا شاہکار فارسی دیوان (جو دیوانِ باھو کے نام سے مشہور ہے) آپ کے نظریہ وحدت المقصود کا عکاس اور وحدانیت و معرفتِ حق کا فصیح اظہار ہے- مذکورہ دیوان کے وہ تمام اشعار جن کا اختتام الاّھو کے ردیف پر ہوتا ہے اور جن میں معبود، مقصود، موجود اور مطلوب وغیرہ کے قوافی استعمال ہوئے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، عشق و محبتِ الٰہی، مقصود بالذات اور اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کی طرف اشارہ کرتے ہیں-

دیوانِ باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کا آغاز کچھ اس طرح ہوتا ہے:

یقیں دانم دَریں عالم که لا معبود اِلّا هُو
وَ لا موجود فی الکونین لامقصود اِلّا هُو

”مجھے یقین ہے کہ اس کائنات میں سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کوئی بندگی کے لائق نہیں اور دونوں جہان میں کوئی بھی وجود (حقیقی) نہیں اور اُس (ذات پاک) کے سوا نہ کوئی مقصود بالذات ہے“-

قرآن مجید میں بھی اکثر مقامات پر ”الّاھو“ کا لفظ استعمال ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ کے معبودِ برحق ہونے پر دلیل ہے-

4-عبادت کیا ہے؟

حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) عبادت کی تعریف اور عبادت میں مرتبہ یقین پر بحث کرتے ہوئے اپنی کتاب ”محک الفقر“ میں لکھتے ہیں:

”عبادت اُسے کہتے ہیں جس میں بندہ عین بعین غرقِ وحدانیت ہو کر تجلیاتِ نورِ ذاتِ الٰہی کا مشاہدہ کر سکے“-[27]

عبادت میں حق الیقین تک پہنچنا ضروری ہے:

”عبادت وہ جو حق الیقین کے مرتبے تک پہنچائے یعنی عبادت میں اگر دورانِ رکوع و سجود ”اللہ اکبر“ کہنے پر اللہ تعالیٰ کی زبانِ قدرت سے ”لبیك یا عبدی“ (میرے بندے! میں حاضر ہوں) کا جواب نہیں آتا تو یقین کامل والی عبادت نہیں ہے“-[28]

[23]-(کلید التوحید کلاں، ص:173)
[24](امیر الکونین، ص:137)
[25](محک الفقر کلاں، ص:45)
[26](عقلِ بیدار، ص:295)
[27](محک الفقر کلاں، ص:239)
[28](محک الفقر کلاں، ص:477)

یقین کا تعلق معرفت سے ہے:

''عبادتِ حق مرتے دم تک کرتے رہو حتیٰ کہ حدِ یقین تک پہنچ جاؤ کہ یقین ہی سلامتیٔ ایمان کی ضمانت ہے-یقین ایمان کا نوری سرمایہ ہے اور اس کا تعلق معرفتِ قربِ حضور سے ہے''-[29]

آپؒ نے ایک اور مقام پر بے یقین عبادت کو کارِ شیطان فرمایا ہے:

''عبادت توفیق ہے اور یقین رفیق ہے-یقین جان ہے اور بے یقین عبادت کارِ شیطان ہے''-[30]

یہاں ہمیں حکم قرآنی بھی سامنے رکھنا چاہیے جس کا مفہوم ہے کہ اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ تمہیں یقین نصیب ہو جائے-

5-تمام عبادات کا مقصود کیا ہے؟

حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) عبادت کا مقصود بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''یہ عبادت اللہ تعالیٰ کے فضل وعفو کرم سے نصیب ہوتی ہے جو لقائے حق کا منکر ہے وہ بت پرست ہے-ہر عبادت کا مقصود دیدارِ الٰہی ہے کہ مخلوق کو پیدا ہی دیدارِ حق کیلئے کیا گیا ہے''-[31]

ہر عبادت کا مقصود لقائے حق اور معرفتِ حق تعالیٰ ہے:

''ہر عبادت وہر ثواب کا مقصود لقائے حق ہے اس لیے میں نے خدا سے علمِ لقاء کا سبق پڑھا ہے''-[32]

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

''ہر عبادت و ہر ثواب اللہ تعالیٰ کی معرفت و بے حجاب دیدار کیلئے ہے''-[33]

عبادت کے مقصود کو پانے کیلئے صحبتِ مرشد کامل کی ضرورت:

تلاشِ حق اور عشقِ حقیقی کی منازل طے کرنے کیلئے بحکم قرآنی، وسیلہ اختیار کرنا پڑتا ہے جس کیلئے راہِ تصوف و سلوک میں مرشدِ کامل کی ضرورت ورہنمائی بہر حال موجود رہی ہے-حضرت سلطان باھوؒ نے اپنی کتب میں معرفتِ حق تعالیٰ کے حصول کیلئے مرشد کامل کی صحبت سے استفادہ پر دلچسپ و مدلّل بحث فرمائی ہے اور آپ کے ہاں مرشد و طالب کے موضوع کو بنیادی حیثیت حاصل ہے-آپؒ لکھتے ہیں:

''جب تک تجھے معرفتِ حق حاصل نہیں تو کسی راہبر مرشد کو تلاش کر تا کہ تو اللہ تعالیٰ کا دوست بن سکے''-[34]

اسی طرح آپؒ اپنے پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:

کی ہویا جے راتیں جاگیوں جے مرشد جاگ نہ لائی ھو

راتیں جاگے تے کریں عبادت ڈینہہ نندیاں کریں پرائی ھو

یعنی تیرے شب وروز کی مسلسل عبادت و ریاضت کا اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں جب تک مرشدِ کامل تیرے باطن میں معرفتِ الٰہی اور حُبِ الٰہی کی جاگ نہ لگا دے-اگر ایسا نہ ہو تو آدمی ایک طرف تو عبادت کرتا ہے لیکن دوسری طرف مخلوقِ خدا کی برائی کرنے سے بھی باز نہیں آتا-(یعنی عبادت اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی کیونکہ اس کا باطن محبتِ الٰہی کی بجائے نجاست نفس میں گھرا ہوتا ہے جس سے نجات کیلئے مرشد کامل کی صحبت و رفاقت کا فیض ضروری ہے-)

صحبتِ مرشدِ کامل کے بغیر عبادت مبتلائے ریا و وسوسہ کر سکتی ہے:

''جان لے کہ صاحبِ راز مرشد کی نگرانی کے بغیر اگر کوئی ریاضت و تقویٰ، نفلی صوم وصلوٰۃ اور چلّہ کشی و خلوت میں مشغول رہتا ہے تو اس کی یہ ساری محنت محض ہوائے نفس کی تسکین کی خاطر ہوگی اور اس کی خلوت نشینی وسوسوں اور ریا سے آلودہ رہے گی کیونکہ اس کی عبادت کی بنیاد ہی کوئی نہیں''-[35]

پھر آپ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

''سالہا سال کی عبادت کے ثواب سے مرشدِ کامل کی ایک بار کی توجہ بہتر ہے''-[36]

مرشد عبودیت (بندگی) سے ربوبیت (الوہیت) کا مشاہدہ کرواتا ہے:

''ہر مومن مسلمان عالم فاضل کا ابتدائی مرتبہ ''عبودیت'' ہے مرشدِ کامل ''عبودیت'' سے معرفتِ الٰہی کھول کر ربوبیت کا مشاہدہ کراتا ہے''-[37]

---

[29](کلید التوحید کلاں، ص:553)
[30](محک الفقر، ص:479)
[31](امیر الکونین، ص:397)
[32](امیر الکونین، ص:413)
[33](امیر الکونین، ص:243)
[34](امیر الکونین، ص:319)
[35](محک الفقر کلاں، ص:99)
[36](امیر الکونین، ص:307)
[37](کلید التوحید کلاں، ص:261)

6- قرآن کریم کی تلاوت بھی ذکر اللہ کی عبادت اور معرفت الٰہی کا ذریعہ ہے

حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی تمام کتب میں عظمت قرآن، عشقِ قرآن اور قرآن کریم کے باطنی اسرار و رموز پر روشنی ڈالی ہے جن کی تفسیر علمائے ظاہر کی کتب میں خال خال دیکھنے کو ملتی ہے- آپؒ کے نزدیک قرآن کریم بھی ذکر اللہ کی ہی عبادت اور قرب و معرفت کا ذریعہ ہے-

’’افضل ترین عبادت تلاوت قرآن ہے کہ یہ ذکر اللہ کی وہ عبادت ہے جس کا تعلق سعادت سے ہے کیونکہ ذکر اللہ قدیم ترین عبادت ہے‘‘-[38]

اسی طرح آپؒ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

’’قرآن کریم کا علم ہی قرب و معرفت کا علم ہے‘‘-[39]

قرآن مجید قرب و معرفت الٰہی کی دلیل ہے:

’’قرآن کا ہر مرتبہ و ہر مقام قربِ معرفت و مشرفِ دیدارِ رحمن پر دلالت کرتا ہے‘‘-[40]

7-عبادت و طاعت میں دم کی غفلت بھی کفر ہے:

انسانی زندگی کا دارو مدار سانس (دم) پر ہے اور یہ دم ہی ہے جس کی اہمیت تمام صوفیاء نے اپنی تعلیمات میں بیان کی ہے- حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) دم کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’تلاوتِ قرآن اور جملہ ظاہری عبادات اگر چھوٹ جائیں تو ان کی قضا ممکن ہے لیکن دم کی قضا ممکن نہیں- بیت: دم کی نگہبانی کر کہ دم ایک پورا جہان ہے، داناؤں کے نزدیک (تصورِ اسم اللہ میں گزرا ہوا) ایک دم جہان بھر سے افضل ہے‘‘-[41]

اسی طرح آپ اپنے پنجابی ابیات میں ایک پل بھی یادِ الٰہی سے غافل ہونے کو کفر سے تعبیر کرتے ہیں:

جو دم غافل سو دم کافر سانوں مرشد ایہہ فرمایا ھو

لیکن اس کے ساتھ آپؒ نے دم کو اللہ کی یاد میں محو رکھنے (قید لگانا) کا طریقہ بھی تجویز فرمایا ہے کہ آدمی ذکر اللہ (تصور اسم اللہ ذات) سے اپنے دم کو غافل ہونے سے بچا سکتا ہے- آپؒ فرماتے ہیں:

نال تصور اسم اللہ دے دم نوں قید لگائیں ھو

اصل زندگی اور اصل بندگی ہی یہ ہے کہ ہر سانس اللہ تعالیٰ کے ذکر اور یاد میں گزرے- جیسا کہ آپؒ لکھتے ہیں:

’’دنیا ایک ساعت ہے بلکہ ایک دم ہے اور بہتر دم وہ ہے جو طاعتِ الٰہی میں گزرے‘‘- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: دنیا ایک ساعت ہے جس میں ہم پر طاعت فرض ہے‘‘-[42]

آپؒ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

’’جان لے کہ آخرت کی کھیتی دنیا کی وہ زندگی ہے جو عبادتِ الٰہی میں گزرے اور زندہ دم وہ ہے جو ذکرِ الٰہی میں گزرے‘‘-[43]

8-عبادت میں دکھلاوا، ریاکاری کی مذمت

دینِ اسلام کی تعلیمات میں بالعموم (کسی بھی معاملے میں) اور تصوف میں بالخصوص ریاکاری کی سخت الفاظ میں مذمت کی گئی ہے کیونکہ یہاں تو معاملہ ہی باطن کا ہے، جہاں ریا کی ہوا تک لگ جائے تو اعمال کالعدم ہو جاتے ہیں- صوفیائے کرام نے عبادت الٰہی میں ریاکاری اور دکھلاوے کو سخت ناپسند فرمایا ہے

کیونکہ یہ عمل انسان کو مخلوق کی نظر میں تو معتبر و پارسا بنا سکتا ہے لیکن ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے قرب و معرفت سے دور نامراد ہی رہتا ہے- حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

’’طاعت بے ریا ہونی چاہیے کہ باریا طاعت حجاب اکبر ہے جو اہلِ طاعت کو قربِ خدا سے دُور کر دیتی ہے‘‘-[44]

اس طرح آپؒ ریاضت عام اور ریاضت (اطاعت) خاص میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’ریاضت بھی دو قسم کی ہوتی ہے- (1) ریاضتِ عام: بعض لوگوں کی ریاضت ریا پر مبنی ہوتی ہے جو سراسر

[38](محک الفقر کلاں، ص:61)

[39](امیر الکونین، ص:317)

[40](امیر الکونین، ص:345)

[41](عین الفقر، ص:49)

[42](کلید التوحید کلاں، ص:313)

[43](کلید التوحید کلاں، ص:313-315)

[44](عقل بیدار، ص:141)

تسکینِ ہوائے نفس، رجوعاتِ خلق اور ننگ و ناموس کی خاطر کی جاتی ہے-(2) ریاضتِ خاص جو ظاہر و باطن میں محض رضائے الٰہی کی خاطر کی جاتی ہے یہ راز توحید کی ریاضت ہے‘‘-[45]

پتہ چلا کہ اصل عبادت و ریاضت معرفت و رضائے الٰہی کی خاطر ہے نہ کہ اپنی پارسائی کا ڈھنڈورا پیٹ کر نفس کی تسکین اور مخلوق کو اپنی طرف Attract کرنے کیلئے جو سراسر بے سود ہے-

9-فقط ظاہری عبادات پر اکتفا کرنا اور باطنی ریاضت پر توجہ نہ دینا کیسا ہے؟

ظاہر و باطن کبھی باہم جدا نہیں ہو سکتے، یہ اسلامی تصوف کا اساسی نظریہ ہے- اسی لئے اگر کوئی آدمی فقط ظاہر اختیار کرتا ہے لیکن باطن کو ترک کر دیتا ہے تو وہ اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا- حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی اپنی تعلیمات میں ظاہر و باطن دونوں کی اہمیت پر زور دیا ہے اور عبادات میں بھی اس پہلو پر بھرپور فوکس فرمایا ہے- آپؒ عقل بیدار میں لکھتے ہیں:

’’تُو دیکھے کہ جب کوئی آدمی ظاہری عبادت میں بے حد محنت کرتا ہے لیکن باطن میں معرفتِ الٰہی سے بے خبر ہے تو جان لے کہ وہ کشف و کرامات کے بادیۂ ضلالت میں غرق ہو کر لوگوں کی مرادیں پوری کر رہا ہے- وہ خواص کے مراتب سے محروم و بے خبر ہے‘‘-[46]

پھر آپؒ فرماتے ہیں:

’’ظاہری عبادت کے لیے باطنی ہوشیاری سعادت ہے، راہِ غفلت دیوانگی ہے جو سراسر گناہ ہے‘‘-[47]

صرف بدنی اعمال (جسمانی و ظاہری عبادت) کی کثرت سے دل کو پاکیزگی اور معرفت نصیب نہیں ہوتی:

’’یاد رہے کہ اگر کوئی آدمی ساری عمر عبادت کرتے کرتے کبڑا ہو جائے اور اپنی کمر کو دُہرا کر بیٹھے یا ریاضتِ خلوت کی کثرت اور بے شمار چلہ کشی سے سوکھ کر بال کی طرح باریک ہو جائے یا گناہوں کے خوف سے رات دن آہ زاری کی آگ میں خشک ایندھن کی طرح جلتا رہے تو یہ بھی مراتب اسے قربِ خدا کی معرفت سے باز رکھتے ہیں کہ یہ سب اعضائے بدن کے ظاہری اعمال ہیں جن سے دل پاک نہیں ہوتا‘‘-[48]

باطن کو ترک کر کے محض ظاہری عبادت میں مشغول رہنے والے کو نفس و شیطان خراب کرتے ہیں:

’’جس وقت آدمی ظاہری عبادت و ریاضت میں مشغول ہوتا ہے تو نفس و شیطان اس پر ہنستے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تجھے راہِ باطن میں وسوسہ و خطرات و حُبِّ دنیا اور طمع و حرص و حسد و نفاق و کبر و ہوا میں اُلجھا کر خراب کریں گے‘‘-[49]

باطنی ریاضت (عبادت و اطاعت) سے کیا ہوتا ہے؟

’’جب آدمی باطنی ریاضت کرتا ہے اور اس کے وجود میں معرفتِ الٰہی کا آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کا نفسِ امارہ خراب ہو جاتا ہے، اس کی روح زندہ ہو جاتی، نفسِ ملہمہ صدق پکڑتا ہے، نفسِ لوامہ جمعیت پکڑتا ہے اور نفسِ مطمئنہ عبادت پذیر ہو جاتا ہے‘‘-[50]

انسان کی تعریف کیا ہے؟

’’انسان وہ ہے جو بظاہر عبودیت (بندگی) میں مشغول رہے اور بباطن چشمِ دل کے ساتھ نورِ معرفتِ الٰہی اور حضوریٔ ربوبیت کے مشاہدے میں غرق رہے کہ عبودیت کا تعلق نمازِ ظاہر کی آواز سے ہے اور ربوبیت کا تعلق چشمِ دل کے ساتھ مشاہدہ ءرازِ حضوری سے ہے- عبودیت اور ربوبیت ایک مومن سالک و عارف کے دو بال و پر ہیں‘‘-[51]

معرفتِ الٰہی کا تعلق عبادت کے مغز (باطن) سے ہے نہ کہ چھلکے (فقط ظاہر) سے:

’’پر عافیت عاقبت کا دارومدار رضائے الٰہی پر ہے جس کیلئے معرفتِ الٰہی کی ضرورت ہے اور معرفتِ الٰہی کا تعلق عبادت کے مغز سے ہے نہ کہ چھلکے سے‘‘-[52]

10-حقیقی نماز

ہر عبادت کسی نہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کی یاد اور معرفت کا وسیلہ ہے- تمام صوفیائے کرام اور سلف صالحین کے نزدیک عبادات میں سے دین اسلام کا اہم رکن جسے دین کا ستون بھی

[45](کلید التوحید کلاں، ص:23)
[46](عقل بیدار، ص:55)
[47](کلید التوحید کلاں، ص:253)
[48](عقل بیدار، ص:111)
[49](کلید التوحید کلاں، ص:305)
[50](محک الفقر، ص:349)
[51](کلید التوحید کلاں، ص:471)
[52](عین الفقر، ص:379)

کہا گیا ہے یعنی نماز، بندے کو رب سے جوڑنے کا انمول ذریعہ ہے- بلکہ حدیث مبارکہ میں نماز کو مومنین کیلئے معراج کہا گیا ہے- حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

”نماز کے کیا معنی ہیں؟ نماز روزِ ازل سے اللہ تعالیٰ کے فیض و رحمت سے معراجِ ربّانی کی حضوری ہے“-[53]

نماز کیلئے حضوریٔ قلب شرط ہے:

حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد الغزالی (رحمۃ اللہ علیہ) نے ”کیمیائے سعادت“ میں حضرت حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہ) کا قول نقل کیا ہے کہ جس نماز میں حضورِ قلب نہ ہو وہ عذاب کے بہت نزدیک ہے- سلطان العارفین (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

”جس نمازی کا نفس و قلب و روح سب نور ہو جائے اس اہلِ نور کی نماز حضوری کی نماز ہوتی ہے- نماز معراج ہے کہ اس میں دیدارِ خدا ہے- عارفوں کو نماز میں دائم لقائے خداوندی نصیب ہوتا ہے“-[54]

اصل نماز اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر سجدہ کرنا ہے:

”بیت: نماز وہ ہے کہ سر سجدہ میں جائے تو خدا نظر آئے- جس سجدہ میں خدا نظر نہ آئے وہ سجدہ کہاں روا ہے؟“[55]

حدیث جبریل میں مرتبہ احسان کی تعریف بھی یہی کی گئی ہے کہ:

”احسان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو کیونکہ اگر چہ تم اسے نہیں دیکھتے لیکن وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے“-

لیکن فی الحقیقت ایسی نماز صرف خواص (اہل اللہ) ہی پڑھتے ہیں جبکہ عوام اس مرتبہ سے ناآشنا ہوتے ہیں کیونکہ وہ صرف جسم سے عبادت کرتے ہیں-

”مخلوق کسبِ تن سے عبادت کرتی ہے اور عارف ترکِ تن سے عبادت کرتے ہیں“-[56]

کسی نے خوب فرمایا ہے:

نمازِ زاہداں سجدہ سجود است
نمازِ عاشقاں ترکِ وجود است

خواص کو نماز میں دیدارِ انوار نصیب ہوتا ہے:

”خواص کی نماز مشرف بہ دیدار ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے روبرو ہو کر دائم سجودِ دراز کرتے ہیں جب کہ عوام کی نماز محض رسم رسوم بہ سجدۂ آواز ہوتی ہے؟“[57]

خواص کی نماز کے متعلق حضرت سلطان باھوؒ اپنے پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:

جیبھ نہ ہلے تے ہوٹھ نہ پھڑکن باھو خاص نمازی سوئی ھو

11- وقتی فرض اور دائمی فرض:

نماز وقتی فرض و واجب و سنت و مستحب پر مشتمل ایک وقتِ مقررہ میں سرانجام دی جانے والی عبادت ہے جو کہ اگر وقت سے رہ جائے تو اس کی قضا لوٹائی جا سکتی ہے- لیکن نمازِ دائمی ایسی عبادت ہے جو ظاہر کے پابندِ شریعت ہونے کے بعد باطن میں ہر لمحہ و ہر لحظہ ذِکرِ الٰہی میں مشغول ہونے کا نام ہے جو کہ ہر سانس سے ہر وقت کرنی ہے- اگر ایک سانس بھی قضا ہو گئی تو اس قضا کو لوٹایا نہیں جا سکتا- اس قسم کی نماز صرف اہلِ دل ہی پڑھتے ہیں-

”جو شخص چاہتا ہے کہ اُسے اللہ تعالیٰ کی دوستی نصیب ہو جائے تو اُسے چاہیے کہ ہر وقت نمازِ دائمی (تصورِ اسم اللہ) میں مشغول رہے“-[58]

حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

”جان لے کہ فرض دو قسم کا ہے، ایک فرض وقتی اور دوسرا فرض دائمی- فرضِ وقتی نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ ہے اور فرضِ دائمی ذکر اللہ و مشاہدہ معرفت الٰہی ہے- فرضِ دائمی کو غالب رکھ اور فرضِ وقتی کی نگہبانی کر اور اُس کی ادائیگی کیلئے ایک وقت سے دوسرے وقت تک انتظار کر- ذکر اللہ کا راز نماز میں ہے نماز کے بغیر ذکر اللہ کو راز نہیں کہا جا سکتا کہ نماز کے بغیر ذکر اللہ محض اور وقت و عمر گرانمایہ کی بربادی و ضیاع ہے“-[59]

آپؒ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

[53] (عقل بیدار، ص:277)
[54] (امیر الکونین، ص:311-313)
[55] (امیر الکونین، ص:335)
[56] (محک الفقر، ص:175)
[57] (امیر الکونین، ص:335)
[58] (عین الفقر، ص:295)
[59] (محک الفقر، ص:29-31)

”وقتی فرض نمازِ پنجگانہ ہے اور دائمی فرض زبانِ دل سے ذکر اللہ میں محو رہنا ہے“۔[60]

اگر ہم دیکھیں تو حقیقت میں نماز ذکر اللہ کیلئے ہے جیسے قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ:

”وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ“

”اور نماز قائم کرو میری یاد کے لئے“۔

عارفین ہر دم نماز میں مشغول رہتے ہیں:

”یاد رکھیے کہ عارفوں کا ہر دم نماز میں مشغول ہوتا ہے، ان کا دل بھی ہر وقت نماز میں مشغول ہوتا ہے اور ان کی روح بھی ہر وقت نماز میں مشغول ہوتی ہے“۔[61]

قبولیت کیلئے وقتی اور دائمی فرض کا جمع ہونا ضروری ہے:

”حدیث شریف میں آیا ہے: جو دائمی فرائض ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کے وقتی فرائض قبول نہیں کرتا- ایک فرض ظاہر ہے اور ایک فرضِ باطن ہے، جب یہ دونوں جمع ہو جائے تو مراتب قبولیت تک پہنچ جاتے ہیں“۔[62]

فرضِ دائمی کا تعلق ظاہر و باطن دونوں کے ساتھ ہے:

”فرضِ وقتی نماز ادا کرنا ہے، فرض ماہی رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہے، فرضِ فصلی ہر فصل سے عشر ادا کرنا ہے، فرض سالی ہر سال کے اختتام پر مال کی زکوٰۃ دینا ہے اور وہ فرض جس کا تعلق ظاہر و باطن دونوں سے ہے اس کے متعلق تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ فرضِ دائمی ہے اور وہ باطن میں ذکرِ خفیہ ہے“۔[63]

12-عبادت معرفتِ الٰہی کی دلیل ہے:

حقائق کی دنیا میں استدلال اور دلیل کو بڑی اہمیت حاصل ہے- سلطان العارفین (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

”علم عمل پر دلالت کرتا ہے عبادت معرفت پر دلالت کرتی ہے اور ذکر اللہ سعادت تصدیق قلب، صدق اور ارادت خاص سے بہرہ مند کر کے باطل سے بیزار کرتا ہے“۔[64]

یعنی جس طرح علم عمل کے بغیر بے فائدہ ہے بعین اسی طرح عبادت بھی معرفت الٰہی کے حصول کے بغیر بے فائدہ ہے-

13- محض جہنم سے نجات اور جنت کے لالچ میں عبادت کرنا:

”عارفِ عقبیٰ عابد زاہد اہلِ علم اور متقی و پرہیز گار ہوتا ہے جس پر خوفِ جہنم سوار رہتا ہے اور ہر وقت حصول جنت کی خاطر عبادت کرتا رہتا ہے اس کا تعلق مرتبۂ مؤنث سے ہے اور اس کا طالب بھی مؤنث ہے“۔[65]

جسے اللہ تعالیٰ کی طلب ہے وہ کیا کرے؟

”یہ فقیر باھو کہتا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ کے قرب و دیدار کی طلب ہے وہ فقر اختیار کرے اور ذکر فکر، عشق و محبت اور معرفت میں مشغول رہے- جسے بہشت و حور و قصور کی طلب ہے وہ عبادت، ریاضت، زہد و تقویٰ، نماز و روزہ، تلاوتِ قرآن اور حج و زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوشاں رہے کہ یہ اعمال بنائے اسلام ہیں“۔[66]

محبّانِ الٰہی کے وجود کو آتشِ دوزخ نہیں جلا سکتی:

”بیت: اے زاہد! تو مجھے آتشِ دوزخ سے کیوں ڈراتا ہے؟ ارے میرے اندر تو وہ آگ دہک رہی ہے کہ جسے اگر دوزخ میں ڈال دو تو دوزخ جل کر راکھ ہو جائے گی“۔[67]

حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) نے ”عین الفقر“ میں صرف اللہ کی طلب میں عبادت کے متعلق ایک معروف روایت نقل فرمائی ہے:

”حضرت رابعہ بصری (رحمۃ اللہ علیہا) سے پوچھا گیا: آپ اللہ کی عبادت کس غرض سے کرتی ہیں؟ جہنّم کے خوف سے یا امیدِ بہشت میں؟ انہوں نے خواب میں التجا کی: خداوندا! اگر مَیں تیری عبادت دوزخ کے خوف سے کرتی ہوں تو مجھے دوزخ میں ڈال دے، اگر میں تیری عبادت امیدِ بہشت میں کرتی ہوں تو مجھ پر بہشت حرام کر دے اور اگر مَیں تیری عبادت محض تیری طلب کرتی ہوں تو مجھ پر اپنا دیدار و جمال بند نہ کر“۔[68]

ایسی عبادت جو صرف جنت کے لالچ میں کی جائے اس کا نفع ضرور ہے لیکن عشق کے سامنے محدود نفع ہے لیکن وہ عبادت جس کا مقصد ریاکاری اور دکھلاوا ہو وہ بے سود عبادت ہے-

کتب سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کے مترجم سید امیر خان نیازی مرحوم نے ”بے سود عبادت“ کے موضوع پر ایک جامع کتابچہ تحریر فرمایا ہے جس میں قرآن و سنت

---

[60](کلید التوحید کلاں، ص:471)
[61](ایضاً)
[62](محک الفقر، ص:189)
[63](محک الفقر، ص:189)
[64](محک الفقر کلاں، ص:6)
[65](عین الفقر، ص:191)
[66](ایضاً)
[67](عین لفقر، ص:115)
[68](عین الفقر، ص:145)

اور تعلیمات حضرت سلطان باھوؒ کی روشنی میں بے سود عبادت (ایسی عبادت جو معرفت الٰہی کی بجائے کسی ادنیٰ مقصد کیلئے کی جائے) کی وضاحت اور حقیقی عبادت کا نکتہ سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اصل عبادت وہ ہے جو بغیر کسی طمع اور لالچ کے صرف اللہ کیلئے کی جائے -یہ کتابچہ ان لوگوں کو لازمی مطالعہ کرنا چاہیے جو معرفتِ الٰہی کی خاطر عبادت کرتے اور رضائے الٰہی کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنے کے خواہش مند ہیں-

14-محبت الٰہی تمام مخلوقات کی عبادات سے افضل ہے:

حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) ”عین الفقر“ میں لکھتے ہیں:

”یہ فقیرِ باھو کہتا ہے کہ محبتِ الٰہی کا ایک ذرّہ جملہ عبادات حج و غزوہ وز کوٰۃ و نماز و روزہ و نوافل اور تمام جن و انس و دیو پری و فرشتہ و ملائک کی مجموعی عبادت سے افضل ہے بشرطیکہ کہ محبت و اخلاص کی اس راہ میں فقیر صادق و ثابت قدم ہو اور راسخ الاعتقاد ہو“-[69]

اسی طرح آپؒ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

”دیدارِ الٰہی کی لذّت، معرفتِ الٰہی کی لذّت، قربِ الٰہی کی لذّت، شوق و اشتیاقِ الٰہی کی لذت، ذکر فکر مراقبۂ فنا فی اللہ بقا باللہ کی لذت اور تصرف تصور توجّہ تفکرِ الا اللہ کی لذت دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے“-[70]

15-رضائے الٰہی کی خاطر تقویٰ ہی دراصل باطنی تقویٰ ہے:

حضرت سلطان باھوؒ اپنے پنجابی کلام میں ارشاد فرماتے ہیں:

زاہد زہد کریندے تھکے روزے نفل نمازاں ھو
عاشق غرق ہوئے وچ وحدت اللہ نال محبت رازاں ھو

اسی طرح آپؒ ”ترانہ عشق“ میں لکھتے ہیں:

زاہد کجا بس دور تر
از وصلِ عاشق بے خبر
ایں مدعی اندر دہر
در وحدت اش پر واذہ ام

”زاہد ذاتِ حق کے وصال سے کوسوں دور ہے جسے عاشق کے وصال کی خبر تک نہیں کیونکہ اس (زاہد) کا مدعا اسی (مادی) جہان تک محدود ہے جبکہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدت کا پروانہ ہوں“-

یہاں ظاہری زہد و تقویٰ مراد ہے جس کا بہت بڑا درجہ ہے-لیکن حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) اور دیگر صوفیائے کرام کے نزدیک ظاہری تقویٰ اور نفلی عبادات سے بھی آگے مقام عشق ہے جو انسان کو وحدتِ الٰہی کی معرفت تک لے جاتا ہے لیکن اس کے لیے ظاہری تقویٰ کے ساتھ باطنی تقویٰ شرط ہے- آپؒ ”محک الفقر کلاں“ میں لکھتے ہیں:

”لباسِ تقویٰ وہ آدمی پہنتا ہے جو وحدانیتِ حق سے نورِ معرفت کا پیالہ پی لیتا ہے-مردِ حق کیلئے ضروری ہے کہ وہ ایسا ہی تقویٰ اختیار کرے-باطن کا تقویٰ بارگاہِ حق کی حضوری ہے اور ظاہر کا تقویٰ مقامِ خلق کی مزدوری اور نفسِ امارہ کی مغروری ہے“-[71]

معرفتِ الٰہی کا مغز تقویٰ ہے:

”جان لے کہ معرفتِ الٰہی کا مغز تقویٰ ہے-جان لے کہ تقویٰ و پرہیزگاری اس نیک و صالح عمل کو کہتے ہیں جو پوشیدہ، بے ریا و مقبولِ خدا ہو اور پوشیدہ، بے ریا اور مقبولِ خدا نیک و صالح عمل تصورِ اسم اللہ ذات ہے جس سے بندہ معرفتِ الٰہی کر کے نجات یافتہ ہو جاتا ہے یہی باطنی تقویٰ و باطنی راز ہے“-[72]

بے ریا تقویٰ آدمی کو بارگاہِ حق تک پہنچاتا ہے:

”اے باھُو! رضائے الٰہی کی خاطر تقویٰ اختیار کر کہ بے ریا تقویٰ ہی بارگاہِ حق میں پہنچاتا ہے- جسے بھی تقویٰ نصیب ہوا اسم اللہ ذات سے ہی نصیب ہوا“-[73]

16-جملہ عبادات اور اسم اللہ ذات و اسم محمد (ﷺ):

سلطان العارفین (رحمۃ اللہ علیہ) کے نظام فکر میں اسم اللہ ذات کو اساسی حیثیت حاصل ہے اور یہ آپ کی تعلیمات کا محور ہے جسے کے ذریعے آپ نے تزکیہ نفس، تصفیہ قلب اور روح کی تطہیر کا درس دیا ہے- آپؒ نے اپنی کتب میں کئی جگہ پر برکت کیلئے اسم اللہ ذات، اسم محمد (ﷺ) اور کلمہ طیبہ کے نقوش بھی بنائے ہیں تاکہ

[69] (عین الفقر، ص:361)
[70] (عقل بیدار، ص:293)
[71] (محک الفقر، ص:73)
[72] (محک الفقر، ص:347)
[73] (محک الفقر، ص:75)

قاری کے ذہن و قلب میں اسم اللہ ذات و اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا تصور نقش رہے- آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

’’اسم اللہ ذات کی شان یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تمام عمر نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ اور تلاوتِ قرآن جیسی جملہ عبادات میں مصروف رہا اور اہلِ فضیلت بن کر عالم و معلم بنا رہا لیکن اسم اللہ ذات اور اسم محمدؐ سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بے خبر رہا اور ان دونوں اسمائے پاک کے ذکر میں مشغول نہیں رہا تو کوئی فائدہ نہیں، اس کی ساری عمر کی عبادت ضائع و برباد ہو گئی‘‘-[74]

ایک اور مقام پر آپؒ فرماتے ہیں:

’’بیت: اے باھو! کثرت نمازو روزہ و دیگر طاعت سے پل بھر کا قلبی ذکر اللہ بہت بہتر ہے‘‘-[75]

’’تصورِ اسم اللہ ذات کا شغل دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے‘‘-[76]

فرضِ عین بندگی کیا ہے؟

’’پس اللہ کا نام پاک ہے اور اس کا دائمی ذکرِ جہر و ذکرِ خفیہ فرض عین بندگی ہے جس سے دل کو زندگی نصیب ہوتی ہے‘‘-[77]

صاحب تصورِ اسم اللہ ذات کا مرتبہ:

’’صاحبِ تصور اسم اللہ ذات کا مرتبہ ’’ہمہ اُوست در مغزو پوست‘‘ ہوتا ہے-(یعنی اسے ہر چیز کے ظاہر و باطن میں اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے)‘‘-[78]

آپؒ مزید فرماتے ہیں:

’’عبادت ذکر اللہ کی محتاج ہے اور اہلِ ذاکر اہلِ فقر کا محتاج ہے‘‘-[79]

معرفتِ الٰہی کی چابی ذکر اللہ ہے:

’’پس ذکر اللہ معرفتِ الٰہی اور حبِ ہدایت الٰہی کی چابی ہے‘‘-[80]

عبادات کی خاتم عبادت ذکر اللہ ہے:

’’جان لے کہ جس طرح توریت و انجیل و زبور کی خاتم قرآن ہے اسی طرح تمام عبادات کی خاتم عبادت ذکر اللہ یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ذکر ہے‘‘-[81]

خلاصہ بحث:

فکرِ سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کے مذکورہ مطالعہ سے عیاں ہوتا ہے کہ انسان کی تخلیق کا واحد مقصد فقط رضائے الٰہی، لقائے الٰہی، معرفتِ الٰہی اور محبتِ الٰہی کی خاطر عبادت کرنا ہے- جس کیلئے ذکر اللہ، شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ظاہری و باطنی پہلوؤں پر عمل، باطنی تقویٰ و دائمی بندگی، دل سے ماسویٰ اللہ کے تمام نقوش مٹا کر اپنی عبادات کا مقصود صرف حُبِ الٰہی اور رضائے الٰہی کو بنانا شرط ہے، تب ہی آدمی کو عبادت کی حقیقی روح تک رسائی نصیب ہو سکتی ہے-

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں اپنی اطاعت و بندگی اور اپنے محبوب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت و اتباع میں اخلاص عطا کرے جو باب بندگی ہیں اور ان مبارک ارواح کی تعلیمات اور صحبت نصیب فرمائے جو معرفت و رضائے الٰہی کی خاطر عبادت کو اپنی زندگی کا نصیب العین بنائے ہوئے ہیں تاکہ ہم بھی بندگی کے اصل مقصود (معرفت و قربِ ربّانی) کو پانے کیلئے حق بندگی ادا کر سکیں- آمین!

☆☆☆

---

[74] (عین لفقر، ص:79)

[75] (عین الفقر، ص:269)

[76] (محک الفقر، ص:99)

[77] (کلید التوحید کلاں، ص:409)

[78] (کلید التوحید کلاں، ص:409)

[79] (عین الفقر، ص:255)

[80] (محک الفقر، ص:35)

[81] (محک الفقر، ص:443)

شمس العارفین

تصنیف لطیف از:
سلطان الفقر (پنجم) سلطان العارفین
حضرت سخی سلطان باھوؒ

قسط: 16

مترجم: سید امیر خان نیازی

جان لے کہ جس شخص پر مرشد کی تعلیم و تلقین و ارشاد کا اثر نہ ہو رہا ہو اور اُس کا دل ذکر اللہ میں مشغول نہ ہو رہا ہو اور اُس کے دل میں اسمِ اللہ ذات سکون و قرار نہ پکڑ رہا ہو تو اُس کا علاج یہ ہے کہ وہ مشقِ وجودیہ کو خود پر لازم کر لے یعنی چشمِ تصور و تفکر سے اپنی پیشانی پر، زبان پر، دونوں کانوں پر، دونوں آنکھوں پر اور دل پر اسم اَللّٰہُ اور سینہ پر اسم "مُحَمَّدْ ﷺ" لکھنے کی مشق کرے - اِسی طرح دونوں ہتھیلیوں پر، ناف پر، ناف کے دائیں بائیں اور پس و پیش پر اور دونوں پہلوئوں پر اسم "اَللّٰہُ" اور سر و دماغ کی چوٹی پر اسم "ھُوْ" لکھنے کی مشق کرے کیونکہ اِس طرح جب وجود پر تصور سے اسمِ اللہ ذات لکھنے کی مشق کی جائے تو صاحبِ تصور کا وجود نور بن جاتا ہے، اُس پر اسمائے اللہ ذات غالب آجاتے ہیں اور اُس کے سارے وجود میں اسمِ اللہ ذات کی تاثیر جاری ہو جاتی ہے - اگر کوئی چاہے کہ اُس کا ایمان کسی بھی حالت میں اُس سے جدا نہ ہو بلکہ ہر وقت روشن و تاباں تر رہے اور کبھی سلب نہ ہو اور اُسے دائم معرفتِ الٰہی حاصل رہے تو اُسے چاہیے کہ ہمیشہ تصورِ اسمِ اللہ ذات میں غرق رہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ تصورِ اسمِ اللہ ذات میں غرق رہا کرتے تھے - اگر کسی کے وجود میں اسمِ اللہ ذات سکون و قرار نہیں پکڑ تا تو اُسے چاہیے کہ وہ رات دن تفکر سے دل و سینہ و دماغ و چشم پر اسمِ اللہ ذات لکھے - چند روز اِس طرح کرنے سے اسمِ اللہ ذات اُس کے ساتوں اندام پر غالب و قابض ہو جائے گا اور اُس پر سر سے قدم تک تجلیاتِ ذات برسائے گا، اُس کے وجود میں اسمِ اللہ ذات سکون و قرار پکڑ لے گا اور پھر اُس سے جدا نہ ہو گا، اُسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری سے مشرف کر دے گا اور اُس کے جملہ مقاصد پورے کر دے گا البتہ اُسے چاہیے کہ وہ یقینِ صادق سے کام لے تاکہ مقصودِ کلی حاصل کر سکے - جو شخص تصور سے سر و دماغ پر اسمِ اللہ ذات لکھنے کی مشق کرے گا تو سر سے قدم تک اُس کے ساتوں اندام و قلب و قالب اور تمام جسم تجلیٔ نور بن جائے گا، اُس کا باطن معمور ہو جائے گا اور وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر رہے گا - وہ جو کچھ بھی دیکھے گا کلمہ طیب اور قدرتِ الٰہی کے نور سے دیکھے گا اور اُسے ہمیشہ آگاہیٔ حضور حاصل رہے گی - آگاہیٔ حضور یہ ہے کہ اُس پر "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا"، (اور آدم (علیہ السلام) کو تمام اسماء کا علم سکھایا گیا) کا علم کھل جائے گا - جو کوئی قربِ الٰہی کی ایسی توجہ حاصل کر لیتا ہے اُس کی توجہ قیامت تک نہیں رکتی - سر و دماغ پر اسمِ اللہ ذات لکھنے کا نقشہ یہ ہے:

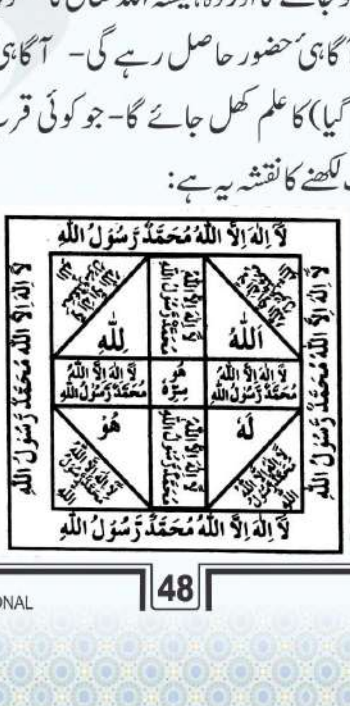

(جاری ہے)

ABYAT-E-BAHOO

ابیاتِ باھو

عاشقاں ہِکو وضو جو کیتا روز قیامت تائیں ھو
وِچ نماز رکوع سجودے رہندے سنجھ صبائیں ھو
ایتھے اوتھے دوہیں جہانیں سبھ فقر دیاں جائیں ھو
عرش کولوں سے منزل اگے باھو پیا کم تنہائیں ھو

Aashiq has performed single ablution until the day of resurrection Hoo
Remain in prayer morning and evening in bowing and prostrations Hoo
Here and there in both worlds, all are faqeers locations Hoo
Hundred level beyond Arsh Bahoo you have position Hoo

Aashiqa'N hiko wazu jo keta roz e qiyamat taee'N Hoo
Wich namaz rakoo sajood rahenday sanj sabaee'N Hoo
Aithey oothay dohai'N jahanee'N sabh faqr diyaa'N jaee'N Hoo
Arsh koloo'N sai manzil aggay Bahoo piya kam tanhee'N Hoo

Translated by; M. A. Khan

تشریح:

1: "وہ (صاحبِ مراقبہ) تمام عمر ایک ہی وضو سے گزار دیتا ہے- اس کے وجود میں طاعت و بندگی کی ایسی توفیق بھر جاتی ہے کہ اس کا سر رات دن سجدے سے فارغ نہیں ہوتا (شمس العارفین)- الغرض! طالبِ دیدار وہ ہے جو دیدارِ الٰہی کی طلب میں پہلے دنیا سے وضو کرے، پھر عقبیٰ سے غسل کرے، پھر دو رکعات نماز اِس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں ترک یعنی فنائے نفس کرے اور دوسری رکعت میں توحید و توکل اختیار کر کے روحی وجود سے لقائے الٰہی حاصل کرے اور جب وہ سلام کہے تو اُسے بینائیٔ اسلام حاصل ہو جائے اور اللہ کے سوا ہر چیز کا نقش اُس کے دل سے مٹ جائے- اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس- (امیر الکونین)

2: "فقیر اِس طرح نماز پڑھتا ہے کہ خود امام اور خود ہی مقتدی بن کر اللہ کے ساتھ راز و نیاز میں مشغول رہتا ہے" (عین الفقر)- مزید ارشاد فرمایا: "فقیر جب اِس مرتبہ پر پہنچتا ہے تو تنہا ہو جاتا ہے اور کسی وقت بھی نماز قضا نہیں کرتا خود امام بن جاتا ہے اور تمام باطنی صورتیں مقتدی بن جاتی ہیں- اِس طرح وہ سنّت طریقہ سے باجماعت نماز ادا کرتا ہے"- (عین الفقر)

فقیر کو جب اللہ پاک کے قرب کا کمال حاصل ہوتا ہے تو اللہ پاک اسے اپنے محبوب مکرم (ﷺ) کی سنت دائمی "تَنَامُ عَيْنِيْ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ" (میری آنکھ سوتی ہے لیکن میرا دل نہیں سوتا) کی ادائیگی کی توفیق عطا فرماتا ہے- اسی چیز کی تعریف کرتے ہوئے آپ (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی تعلیمات میں ارشاد فرماتے ہیں: "سر سجدہ میں ہو، دل معیتِ خدا سے سرشار ہو اور روح اتحاد و لقائے حق سے مشرف ہو- یہی وہ نماز ہے جس میں عارفوں کو حضوریٔ قلب حاصل رہتی ہے- فرضِ عین و ضروری نماز یہی ہے"- (امیر الکونین) مزید ارشاد فرمایا: "خواص کی نماز مشرف بدیدار ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے روبرو ہو کر دائم سجودِ راز کرتے ہیں جبکہ عوام کی نماز محض رسم رسوم بہ سجدۂ آواز ہوتی ہے"- (امیر الکونین)

3: سیدی رسول اللہ (ﷺ) کا فرمان مبارک ہے: "فقر جب کامل ہوتا ہے تو وہ اللہ ہی ہوتا ہے" (نور الھدیٰ)- بیت مبارک کے اس مصرع میں آپؒ نے فقر کی عظمت و شان بیان فرمائی ہے کہ کائنات کی اصل فقر ہے، جیسا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"فرمانِ حق تعالیٰ ہے: "جو اِس میں داخل ہوا وہ امن میں آ گیا"- پس معلوم ہوا کہ مملکتِ فقر کے چار صوبے ہیں: صوبۂ ازل، صوبۂ ابد، صوبۂ دنیا اور صوبۂ عقبیٰ- جو بھی مملکتِ فقر میں داخل ہوتا ہے وہ اِن چاروں صوبہ جات کا حاکم بن جاتا ہے اور دونوں جہان اُس کے فرمانبردار غلام بن جاتے ہیں- فقر غنی ہے اور اہلِ صوبہ جات اُس کی نظر میں مفلس و گدا ہیں- یہ ہیں مراتبِ فقر اے احمق بے حیا"- (امیر الکونین)

4: حقیقتِ فقر را از من چہ پرسی — فقر را زیرِ پائش عرش و کرسی

"حقیقتِ فقر تُو مجھ سے کیا پوچھتا ہے کہ عرش و کرسی بھی فقر کے زیرِ قدم ہیں"- (عین الفقر)

آپؒ اپنے بارے ارشاد فرماتے ہیں: "مَیں نے نبی رحمت (ﷺ) کی نگاہِ کرم سے فقر کو پا لیا ہے، اب جو بھی میرے چہرے پر نظر ڈالتا ہے ولی اللہ بن جاتا ہے" -(نور الھدیٰ)

حصولِ فقر کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے آپؒ فرماتے ہیں: مرتبۂ فقر کا اثبات تصورِ اسم اَللّٰہُ سے ہوتا ہے کہ تصورِ اسم اَللّٰہُ مردہ دل کو زندگی بخش کر قیامت تک کیلئے زندہ کر دیتا ہے اور دل صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے نجات پا جاتا ہے کہ جو دل زندہ و بیدار ہو جائے اُس سے گناہ سرزد نہیں ہوتے ورنہ خلقت کے لحاظ سے گدھے کی مثل آدمی شمار ہیں"- (عقل بیدار)

Intellectual Dimensions of
Hadrat Sultan Bahoo

سلطان العارفین حضرت سخی سُلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ

کی شخصیت اور افکار پہ مرتب کردہ کتاب

محققین اور اسکالرز کی تحقیق و آراء

فقر و تصوف کے طلباء کیلئے عظیم تحفہ

Compiled by:

Sahibzada Sultan Ahmed Ali

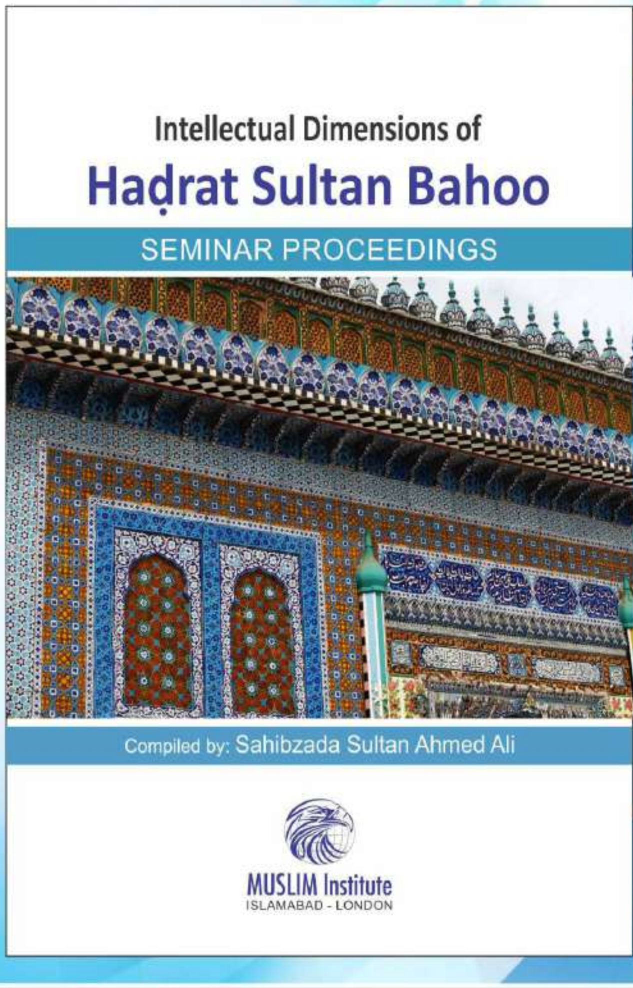

MUSLIM Institute
ISLAMABAD - LONDON
Web: www.muslim-institute.org

پی او بکس نمبر 11 جی پی او لاہور
ویب سائٹ: www.alfaqr.net
ای میل: alarifeenpublication@hotmail.com

العارفین پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور-پاکستان
اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں